بچوں کے لئے
مہابھارت

یعنی

ہندوؤں کی مشہور کتاب مہابھارت کا خلاصہ
آسان عبارت میں اور اس کی تصویریں

مصنفہ
فطرت نگار فسانہ نویس سدرشن صاحب
مصنف - پارس - دنیا کے عجائبات - بچوں کے لئے
رامائن - امرت - رستم وسہراب - پھول وتی وغیرہ وغیرہ

پبلشر
پنجاب پرنٹنگ ورکس بک ڈپو
لاہور

دوسری دفعہ (مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپی) قیمت [illegible]
(۵۰۰۰ کاپی)

مضمونوں کی فہرست

دیباچہ

مہابھارت ہندوؤں کی بڑی مشہور کتاب ہے۔ ہندوؤں کا کوئی گھر ایسا نہ ہوگا۔ جس میں ایک دو کتابیں مہابھارت کی نہ ہوں۔ اِس میں کورو اور پانڈوں کی لڑائی کا بیان ہے۔ اصل کتاب سنسکرت زبان میں ہے۔ اور ویاس مُنی کی تصنیف سے ہے۔ ہم نے یہ کتاب آسان عبارت میں لکھی ہے۔ تاکہ بچّوں کو بھی اِس کے پڑھنے کا موقعہ مِل سکے۔ اور اُن کو پتہ لگ سکے۔ کہ مہابھارت کیا ہے۔ یہ کتاب ہندو اور مُسلمان دونو کے لئے مفید ہے۔ ہندو بچّوں کو تو اِس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ اُن کے بزرگ کیسے بہادر، کیسے نیک اور کتنے صاف دل تھے۔ اور مُسلمانوں کو یہ پتہ لگ سکے گا۔ کہ اُن کے ہمسائے ہندو قدیم زمانے

میں کس قسم کے اعلے چالچلن اور نیک طبیعت کے آدمی تھے۔اِس لڑائی کو ہوئے پانچہزار برس گذر چکے ہیں۔ اور جیساکہ اِس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔اِس لڑائی میں ہندوستان کے بڑے بڑے اچھے، بہادر اور لائق فائق آدمی مارے گئے تھے۔ اور اگر سچ پوچھو۔ تو ہندوستان کا جتنا نقصان اس لڑائی میں ہُوا تھا۔ اُس کی تلافی آج تک نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اُس کے بعد ہندوستان آجتک نہیں سنبھل سکا۔ اگر یہ لڑائی نہ ہوتی۔ تو ہندوستان آجکل کے مانند خراب وخستہ حالت میں نہ ہوتا۔

اِس کتاب سے کئی سبق ملتے ہیں۔ اِس لئے بچّوں کو چاہئے۔ کہ اِسے بڑے غور سے پڑھیں اور سوچیں۔ کہ وہ اِس سے کیا کیا باتیں سیکھ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر۔ ہم یہاں چند ایک باتوں کا بیان کرتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ لالچ بُری بلا ہے۔ جو لالچ کرتا ہے۔ تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔ اور نہ صرف آپ ہی مارا جاتا ہے۔ بلکہ اُس کے رشتہ دار

اور حمائتی بھی مارے جاتے ہیں۔ اگر دریودھن لالچ نہ کرتا اور یدھشٹر اور اُس کے بھائیوں کو اُن کا حصّہ دیدیتا۔ تو یہ لڑائی کیوں ہوتی۔ اور اُسے مُفت میں اپنی جان کیوں گنوانی پڑتی۔ مگر اُس نے روپے کا لالچ کیا اور نہ صرف اپنے آپ ہی مارا گیا۔ بلکہ سارے مُلک کو نقصان پُہنچا گیا۔

دوسرا سبق جو اس کتاب سے سیکھنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ بھائیوں کو کس طرح پیار و محبّت سے رہنا چاہیئے۔ پانڈوں کیسے پیار سے رہتے تھے۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو نے کبھی اپنے بڑے بھائی کا کہنا نہیں ٹالا اور یدھشٹر بھی ہمیشہ اُن پر مہربانی کرتا تھا۔ اِس لئے اے پیارے بچّو! تم کو بھی چاہیئے کہ آپس میں محبّت سے رہو۔ اور کبھی اپنے بھائیوں سے لڑائی نہ کرو۔ ورنہ نتیجہ اچھّا نہ ہوگا۔

اِس کتاب سے تیسرا سبق یہ ملتا ہے۔ کہ آدمی کو جُوا نہیں کھیلنا چاہیئے یدھشٹر کتنا دولتمند راجہ تھا۔ مگر جوئے نے اُس کے بدن کے کپڑے تک اُتروا لئے۔ اور اُسے کئی

سال تک بنوں میں آوارہ گردی کرنا پڑا۔ اتنا ہی ہوتا۔ تب بھی معمولی بات تھی۔ مگر اُسے بے عزّت بھی ہونا پڑا۔ اِس لئے تُم کو چاہئے۔ کہ کبھی جُوا نہ کھیلو۔ بعض لڑکے تم سے کہیں گے کہ آؤ کوڑیوں سے کھیل لیں۔ اِس میں کیا نقصان ہے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ یہ کوڑیوں کا جُوا بھی آخر میں تمہیں بہت خراب کریگا لگا ہُوا چسکا بُرا ہوتا ہے۔ جب ایک دفعہ عادت پڑ گئی۔ تو پھر اُسے چھوڑنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ بُری عادت سے شروع ہی میں بچو۔ کئی بچّے ایسے ہیں۔ جو دیوالی کے دنوں میں جُوا کھیلنا بُرا نہیں سمجھتے۔ مگر یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ بُرائی ہمیشہ بُرائی ہے۔ چاہے کسی دن کی جائے اور کسی جگہ کی جائے۔ جب جُوا کھیلنا بُرا ہے۔ تو دیوالی کے دنوں میں اچھّا کیسے ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں۔ مُسلمانوں۔ عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں اس کی بڑی بُرائی کی گئی ہے۔ اِس لئے اس سے بچنا ہی چاہئے بعض لڑکے شائد کہیں۔ کہ جب یدھشٹر جیسا نیک آدمی جُوا کھیلتا تھا تو

ہمیں کیوں نہیں کھیلنا چاہیئے۔ مگر اُن کو یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ بدہشٹر کو اِس کا پھل کیسا ملا تھا۔ بڑے آدمی سے نیکیوں کا سبق لینا چاہیئے۔ اُس کی بُرائیاں اِس قابل نہیں ہوتیں۔ کہ اُن کی نقل کی جائے۔

چوتھا سبق جو اِس کتاب کے پڑھنے سے ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سچ کی ہمیشہ فتح ہے اور جھُوٹ ہر جگہ شکست کھاتا ہے دریودھن کے پاس کتنی فوج تھی۔ کتنے ہاتھی، کتنے گھوڑے تھے۔ اور جتنے جرنیل تھے۔ سب اُسی کی طرف تھے۔ مگر اس کے باوجود لڑائی میں پانچ بھائیوں کی جیت ہوئی اور دریودھن ہار گیا۔

پانچواں سبق یہ ہے۔ کہ کبھی کسی سے ایسا مذاق نہ کرنا چاہیئے۔ جو اُس کے دل کو زخمی کر دے۔ اگر دروپدی دریودھن پر مذاق نہ اُڑاتی۔ اور اُسے اندھے کا اندھا بیٹا نہ کہتی۔ تو یہ لڑائی شائد نہ ہوتی۔ اور اتنا خُون خرابہ رُک جاتا۔

چھٹا سبق مہابھارت سے یہ ملتا ہے۔ کہ غیر عورت کو ماں

بہن سمجھنا چاہئے۔ کیچک اگر دروپدی پر بُری نظر نہ ڈالتا۔ تو عین جوانی میں کُتّے کی موت کیوں مارا جاتا۔

اسکے علاوہ اور بھی کئی سبق ہیں جو مہا بھارت سے ملتے ہیں اُن کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ جب تم یہ کتاب پڑھو گے۔ تو تمہیں آپ سے آپ معلوم ہو جائینگے۔ ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ تُم اِسے بڑے دھیان سے پڑھو۔ اور جہاں تمہیں سمجھ نہ آئے۔ وہاں کسی دوست سے۔ بزرگ سے۔ رشتہ دار سے یا اُستاد سے پُوچھ لو۔ اور کوشش کرو۔ کہ تُم اِس سے جو کچھ سیکھو۔ اُس پر عمل بھی کرو۔ صرف پڑھ جانا کافی نہیں ہے۔ جب تک عمل نہ کیا جائے۔ تب تک پڑھنا کس کام کا؟

اِس کتاب کو پڑھ چکو۔ تو اپنے بہن بھائیوں کو بھی سُناؤ اِس سے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو یہ کہ تمہیں کہانی زبانی یاد ہو جائیگی دوسرا یہ کہ جو لڑکے اور لڑکیاں اُردو پڑھنا نہیں جانتے۔ وہ بھی اِس کتاب کو سُن لینگے۔ اور تمہاری تعریف کرینگے کہ کیسا نیک لڑکا ہے اُسنے ہمیں ایسی اچھی کہانی سُنائی ہے کہ واہ جی وا!

سُدرشن

بچّوں کیلئے مہابھارت

پہلا باب

لاکھ کا محل

(۱)

آج سے پانچ ہزار سال پہلے کا ذکر ہے کہ ہندوستان میں چندر بنسی خاندان کا ایک راجہ شانتنو نامی راج کرتا تھا۔

اُس کا دار الخلافہ ہستنا پور تھا۔ یہ شہر آجکل ویران ہو چکا ہے اور دہلی کے قریب اُس کے کھنڈر پائے جاتے ہیں اِس راجہ کے ہاں تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے کا نام بھیشم تھا۔ منجھلے کا چترانگد اور جو سب سے چھوٹا تھا۔ اُسکا نام وچتر ویریہ تھا۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ باپ کے مَرنے پر سب سے بڑا بیٹا تخت پر بیٹھتا ہے۔ اِس قاعدے کی رو سے شانتنو کے مَرنے پر راج بھیشم کو ملنا چاہیئے تھا۔ مگر اُس نے اپنی سوتیلی ماں سے عہد کیا ہُوا تھا۔ کہ مَیں نہ تخت پر بیٹھوں گا۔ نہ بیاہ کروں گا۔ اِس لئے چترانگد تخت پر بیٹھا۔ یہ لڑکا بڑا بہادر تھا۔ اور اسے لڑائی کا بڑا شوق تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اِس نے جنگ چھیڑ دی۔ اور آخر جنگ ہی میں مارا گیا۔ اِس کے بعد اُس کا چھوٹا بھائی وچتر ویریہ تخت پر بیٹھا۔ اِس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ پنڈو۔ دھرت راشٹر۔ اور بِدُر۔ دھرت راشٹر اندھا تھا۔ بِدُر ایک کنیز کے پیٹ سے تھا۔ اس لئے پنڈو ہی کو اِس قابل سمجھا گیا۔ کہ اُسے تخت پر بٹھایا جائے۔ اب

خُدا کا کیا کرنا ہُوا کہ اُس نے چند سال تک بڑی کامیابی سے حکومت کی۔ اور اِس کے بعد اپنی رانی کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور وہیں مَر گیا۔ اب دھرت راشٹر تخت پر بیٹھا۔ گو وہ اندھا تھا۔ مگر کیا ہو سکتا تھا۔ اور کوئی راج سنبھالنے والا نہ تھا۔

(۲)

پنڈو کے پانچ بیٹے تھے۔ یدہشٹر[۱]۔ بھیم[۲]۔ ارجن[۳]۔ نکُل[۴] اور سہدیو۔ مگر دھرت راشٹر کے ایک سَو ایک لڑکے تھے۔ جن میں سے دریودھن سب سے بڑا تھا۔ پنڈو کے بیٹے پانڈو۔ اور دھرت راشٹر کے کورو کہلاتے تھے، پانڈو بڑے شریف، بہادر اور خوبصورت تھے اُن میں بھیم سب سے مضبُوط اور موٹا تازہ تھا۔ اُس سے دریودھن بڑا حسد کیا کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ اگر کسی طرح ہو سکے۔ تو بھیم کو مروا دے۔ بھیم سے چھوٹا ارجن تھا۔ یہ بھیم کی طرح موٹا تازہ نہیں تھا۔ مگر اُسے تیر چلانے میں کمال حاصل تھا۔ نکُل تلوار کا دھنی تھا اور سہدیو عقلمند تھا۔ جو سب سے بڑا یدہشٹر تھا۔ وہ ہمیشہ سچ بولتا تھا

اور کوئی ایسا کام نہیں کرتا تھا۔ جو گناہ کہا جا سکے۔

جب کورو اور پانڈو بڑے ہوئے۔ تو بھیشم کو فکر ہُوا۔ کہ ان کو کسی لائق اُستاد کے سپرد کرنا چاہئے۔ اب ایک دن ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ جب یہ سب بھائی دوپہر کے وقت کھیل رہے تھے۔ تو اُن کی گیند کنوئیں میں گر گئی۔ یہ دیکھ کر وہ سب شور مچانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ اب ہم کیا کریں۔ پاس ہی ایک درخت کے نیچے ایک براہمن پڑا سو رہا تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر پوچھا "کیا بات ہے؟ تم چلاتے کیوں ہو؟"

شہزادوں نے جواب دیا "ہماری گیند کنوئیں میں گر گئی ہے"

اِس پر براہمن بولا "تم دوڑ کر تھوڑے سے سرکنڈے لے آؤ۔ مَیں تمہاری گیند ابھی نکال دونگا"

جب سرکنڈے آ گئے۔ تو اُس براہمن نے ایک سرکنڈا لے کر اپنی کمان میں جوڑا۔ اور کنوئیں میں جھانک کر گیند پر نشانہ لگایا۔ سرکنڈا گیند میں کھُب گیا۔ پھر دوسرا سرکنڈا لیا اور پہلے سرکنڈے پر نشانہ لگایا۔ یہ سرکنڈا پہلے سرکنڈے

میں کھُب گیا۔اِسی طرح تمام سرکنڈے نیچے سے اوپر تک
جُڑتے چلے گئے۔اور آخری سرکنڈے کا سرا ہاتھ تک آ گیا۔
اب تو براہمن نے سرکنڈا پکڑ کر گیند نکال لی۔اور شہزادوں
کے حوالہ کر دی۔یہ دیکھ کر شہزادے بڑے حیران ہوئے۔
اور کہنے لگے۔یہ آدمی کیسا تیر انداز ہے۔پھر پوچھا۔آپ
کون ہیں۔براہمن بولا "تم جا کر یہ واقعہ بھیشم سے کہدو۔
وہ سب کچھ سمجھ جائیں گے"

اور جب اُنھوں نے یہ سب حال بھیشم سے بیان کیا۔تو
وہ کہنے لگے۔وہ براہمن معمولی آدمی نہیں۔بڑے قابل اور
مشہور تیر انداز ہیں۔اُن کا نام درون آچاریہ ہے۔اور اُن
کے مقابلہ کا آدمی آج سارے ہندوستان میں نہیں۔پھر وہ
دھرت راشٹر کے پاس گئے۔اور اُن سے صلاح مشورہ کر کے
درون آچاریہ کو پانڈوں اور کوروں کا اُستاد مقرر کر دیا۔

درون آچاریہ نے شہزادوں کو بڑی محنت سے پڑھایا۔
اور جو کچھ خود جانتے تھے۔سب کا سب اُن کو بتا دیا اُنھوں نے

کوروں اور پانڈوں کو صرف لکھنا پڑھنا ہی نہ سکھایا۔ بلکہ فوجی تعلیم بھی دی۔ اور ارجن کو تو تیر چلانے کے ایسے ایسے طریقے بتائے۔ جو اُسوقت اور کسی کو معلوم نہ تھے۔

جب تعلیم کا زمانہ ختم ہو چکا۔ تو شہزادوں کا امتحان لیا گیا۔ اِسوقت شاہی خاندان کے تمام لوگ موجود تھے۔ ارجن کے تیروں کے کرتب بڑے ہی عجیب و غریب تھے۔ یدھشٹر نے رتھ چلانے میں اپنا کمال دکھایا۔ مگر دریودھن اور بھیم نے گُرز سے لڑکر لوگوں سے واہ واہ حاصل کی۔ اِس کے بعد جھوٹی لڑائی شروع ہوئی۔ جس کو دیکھ کر لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ درون آچاریہ نے سچ مچ شہزادوں کو بڑا لائق بنا دیا ہے ؛

(۳)

اُس زمانے میں دستور تھا۔ کہ جب لڑکے تعلیم ختم کر چکتے تھے۔ تو اُستاد سے پوچھا کرتے تھے۔ کہ ہمیں کوئی حکم دیجئے۔ کورو اور پانڈو نے بھی ہاتھ باندھ کر درون آچاریہ سے

پوچھا۔ مہاراج! ہمیں کوئی حکم دیجئے۔ تاکہ ہم اُس کی تعمیل کریں"
درونا چاریہ نے جواب دیا "بچپن میں میں اور راجہ دُرپد ایکساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور ہماری آپس میں بڑی محبّت تھی ہم اکٹّھے کھاتے تھے اکٹّھے پیتے تھے اور اکٹّھے ہی پڑھا کرتے تھے۔ جب ہماری تعلیم کا زمانہ ختم ہونے کو تھا۔ تو ایک دن میں نے دُرپد سے کہا۔ اب ہماری محبّت کیسے نبھ سکے گی۔ تُم راجے کے بیٹے ہو۔ اور میں اک غریب براہمن کا لڑکا ہوں۔ اِس پر دُرپد نے جواب دیا۔ یہ تُم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو تمہیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ جب میں راجہ ہونگا۔ تو اپنا آدھا راج تمہیں بانٹ دونگا۔

اِس کے بعد ہم دونو جُدا ہوگئے۔ میں نے لڑائی کے طریقے اور ہتھیاروں کا استعمال سیکھا۔ مگر اِس سے میری غریبی دُور نہ ہوئی۔ آخر ایک دن مجھے خیال آیا۔ کہ دُرپد میرا دوست ہے اور وہ آج کل راجہ ہے۔ چلو اُسی کے پاس چلیں۔ وہ میری ضرور مدد کریگا۔ یہ سوچ کر میں درپد کے دربار میں گیا۔ مگر دُرپد یا

انجان بن گیا۔ جیسے اُس نے مجھے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اِس سے مجھے بڑا رنج ہُوا۔ اور مَیں آج تک سوچتا ہوں۔ کہ اُس نے میری اِس طرح ہتک کیوں کی۔ آج تُم نے مجھے پوچھا ہے۔ کہ مَیں تمہیں کوئی حکم دوں۔ تو مجھے وہی واقعہ یاد آگیا ہے اِس لئے جاؤ اور جاکر دُرپد کو قید کر لاؤ۔"

یہ سُن کر ارجن نے گورو کے پاؤں کو ہاتھ لگایا۔ اور تیر کمان سنبھال کر پانچال دیس کو روانہ ہوئے۔ جہاں راجہ درپد راج کرتا تھا۔ راجہ دُرپد بڑا بہادر تھا۔ اور کبھی کسی سے نہیں ہارا تھا۔ مگر ارجن کے تیروں کے سامنے اُس کی کوئی پیش نہ گئی لاچار اُس نے اپنی ہار مان لی۔ اِس پر ارجن نے اُسے گرفتار کر لیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے گورو کے سامنے لیجاکر پیش کر دیا جب دُرپد نے درونا چاریہ کو دیکھا۔ تو اُسے اپنی غلطی یاد آگئی۔ اور اُس نے کہا "درونا چاریہ! مَیں نے سچ مچ بڑی غلطی کی تھی۔ اب مَیں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ پھر کبھی ایسا قصور نہیں کرونگا"

اِدھر درونا چاریہ براہمن تھے۔ اُن کو روپے پیسے کی کیا پرواتھی۔ وہ تو ضد میں آکر اُنہوں نے اُس کی گرفتاری کا حکم دیدیا تھا۔ ہنس کر بولے" اے راجہ! دیکھا غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ آئندہ کبھی غرور نہ کرنا۔ اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھنا۔ کہ کبھی ایسا وعدہ نہ کر بیٹھنا۔ جو تُم سے پُورا نہ ہو سکے"

یہ کہہ کر ارجن سے کہا" اِسے کھول دو۔ اور جانے دو"

راجہ دُرپدا اپنے مُلک کو واپس چلا گیا۔ اور پھر درونا چاریہ کا ہمیشہ دوست بنا رہا +

(۴)

جب یُدہشٹر جوان ہوگیا۔ تو دھرشٹ راشٹر نے رواج کے مطابق اُسے اپنا ولیعہد مقرر کرلیا۔ اِس سے لوگ بڑے خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایک تو یدہشٹر بڑا نیک، شریف، حلیم اور سمجھدار ہے۔ دوسرے پنڈو کا بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے تخت پر اُسی کا حق ہے۔ دربار کے آدمی بھی یدہشٹر ہی

کو چاہتے تھے۔ مگر دریودھن اس خبر سے جل بھُن کر کوئلہ ہی ہوگیا وہ تو چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح مجھے راج مِل جائے وہ کیسے خوش ہو سکتا تھا۔ جب رات ہوئی۔ اور دھرت راشٹر دربار سے واپس لوٹے۔ تو دریودھن نے اُن سے کہا۔" یہ آپ کی عقل کو کیا ہوگیا۔ جو آپ نے اپنے بیٹے کی موجودگی میں بھتیجے کو ولیعہد مقرر کر دیا اِس سے میری حق تلفی ہوئی ہے۔ اور میں اسے کبھی برداشت نہیں کرونگا۔"

دھرت راشٹر نے اسے بہت سمجھایا۔ کہ یہ راج یدھشٹر کے باپ کا ہے۔ میرا نہیں ہے۔ اِس لئے میرے بعد اُس پر اُسی کا حق ہے۔ مگر دریودھن نے کہا۔ کہ جو کچھ بھی ہو۔ اگر یہ راج مجھے نہ ملا۔ تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گا۔"

دھرت راشٹر کو دریودھن سے بڑی محبّت تھی۔ یہ دھمکی سُن کر اُن کا کلیجہ دھل گیا۔ اور اُنہوں نے اپنے دل میں سمجھ لیا کہ یہ لڑکا اِس طرح کبھی نہ مانے گا۔ مجبوراً کہنے لگے۔ اچھّا جاؤ جا کر کرن۔ شکنی اور دوشاسن سے مشورہ کرو۔ اور سوچو۔ کہ

یہ کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ تاکہ کام بھی ہو جائے۔ اور لوگ بھی برخلاف نہ ہوں۔ اگر کوئی ایسا طریقہ ہاتھ آجائے۔ تو مَیں کرنے کو تیار ہوں۔"

اُن دنوں ورناورت میں ایک بڑا بھاری میلہ ہونے والا تھا۔ دریودھن نے باپ سے کہا "پانچوں بھائیوں کو وہاں بھیج دیجئے۔ تو یہاں میدان خالی ہو جائے گا۔"

یہ صلاح دھرت راشٹر کو بہت پسند آئی۔ اُنہوں نے اُسی وقت یدھشٹر کو بُلا کر کہا "بیٹا یدھشٹر! تجھے معلوم ہے۔ کہ ورناورت میں ہر سال ایک بڑا بھاری میلہ ہُوا کرتا ہے۔ اِس سال یہ میلہ چند دنوں کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ میری رائے ہے۔ کہ اِس میلے کا انتظام کرنے کے لئے تُم پانچوں بھائی چلے جاؤ۔ مگر دیکھو! جاتے ہوئے خزانے سے بہت سا روپیہ ضرور لیتے جانا۔ وہاں جن کو غریب دیکھو۔ اُن کو مدد دینا۔ اِس سے تمہاری نیک نامی ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ کیسا شریف اور سخی دل شہزادہ ہے۔ جو

غریب آدمیوں کی اپنی گرہ سے مدد کرتا ہے "

یدہشٹر اور اُن کے بھولے بھالے غریب بھائیوں کو کیا معلوم تھا۔ کہ یہ سب فریب اُن کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔ وہ ورناورت جانے کو تیار ہو گئے۔ اِدھر دریودھن نے پروچن نامی ایک کاریگر کو ورناورت بھیج دیا۔ اور اُسے سکھا دیا۔ کہ جا کر ایک ایسا محل تیار کرو۔ جو سن۔ لاکھ اور چربی سے بنا ہو۔ مگر اوپر سے یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ جب پانڈو وہاں رہنے لگیں تو رات کے وقت اُسے آگ لگا دی جائے "

پروچن نے ایسا محل بہت جلد تیار کر دیا۔ کیونکہ دریودھن نے اُس سے عہد کیا تھا۔ کہ جب پانڈو جل جائینگے۔ تو مَیں تجھے بہت سا روپیہ انعام دُوں گا۔ مگر یہ بات کسی نہ کسی طرح بِدُر کو معلوم ہو گئی۔ وہ بڑے شریف آدمی تھے۔ اور اُن کو یدہشٹر سے بہت محبّت تھی۔ اِس لئے جب پانڈو ورناورت جانے لگے۔ تو بِدُر نے اُنہیں سمجھا دیا۔ کہ دیکھو! جب محل میں تمہیں جا کر

رہنا ہے۔ وہ لاکھ۔ چربی اور سَن سے بنا ہے۔ اور اُسے آگ لگانے پر آدمی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اِس لئے تمہیں چاہیئے کہ وہاں بڑی احتیاط سے رہو۔ اور موقعہ پاتے ہی نکل جاؤ۔"

پانڈو اور اُن کی ماں کُنتی نے بِدُر کا شکریہ ادا کیا اور ورناوت چلے گئے وہاں لوگ اُنہیں دیکھ کر بڑے خوش ہوتے تھے۔ مگر اُن کو کیا معلوم تھا۔ کہ ظالم دریودھن اُن کو مَروا دینا چاہتا ہے۔ پانڈو نے یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہونے دی۔ کہ ہمیں بھی کچھ معلوم ہے۔ آخر ایک رات پانچوں بھائی اپنی ماں کو لے کر محل سے باہر نکل گئے۔ اور براہمنوں کا لباس پہن کر جنگل میں چلے گئے۔ پروچن نے محل میں اُسی رات آگ لگا دی۔ اب اتفاق دیکھو۔ کہ اُس رات ایک غریب عورت اور اُس کے پانچ بیٹے پانڈو کے محل میں خیرات لینے آئے تھے۔ اور وہیں سو گئے تھے۔ جب محل کو آگ لگ گئی تو وہ سب کے سب وہیں جَل مرے۔ اور پروچن اور دریودھن کو یقین ہو گیا۔ کہ کُنتی اور پانڈو جَل گئے ہیں۔ مگر جو بچانے والا ہے۔ وہ مارنے والے

سے زبردست ہے۔ دریودھن تو خوش ہو رہا تھا۔ کہ راہ کا کانٹا ہٹ گیا۔ مگر وہ سب کے سب راضی خوشی تھے۔ اور جنگلوں میں پھر رہے تھے ٭

(۵)

پھرتے پھراتے ایک دن وہ ایک ایسے شہر میں پہنچے۔ جہاں کا راجہ ایک راکشس کے ماتحت تھا۔ اس راکشس کو ہر روز ایک آدمی دیا جاتا تھا اور وہ اُسے کھا جایا کرتا تھا۔ اُس راجہ نے قاعدہ مقرر رکھا تھا کہ باری باری سے شہر کے ہر ایک گھر سے ایک آدمی اُس ظالم مردم خور کی خوراک کے لئے دیا جاتا تھا۔ یہ بات بیشک بڑی بُری تھی۔ مگر کیا ہو سکتا تھا۔ اگر ایک آدمی روز نہ دیا جاتا۔ تو وہ راکشس شہر کے سارے آدمیوں کو مار ڈالتا۔ اب اتفاق ایسا ہوا۔ کہ جس گھر میں جا کر پانڈو ٹھہرے۔ اُس رات اُسی گھر کے ایک آدمی کو مارا جانا تھا۔ اُس گھر میں کُل چار آدمی تھے ایک براہمن۔ دوسری اُس کی بیوی تیسری اُس کی کنواری بیٹی اور چوتھا اُس کا بیٹا۔ وہ

چاروں جھگڑتے تھے۔ کہ کون اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرے۔ براہمن کہتا تھا۔ میں گھر میں سب سے بڑا ہوں۔ اور گھر کی حفاظت کرنا میرا دھرم ہے۔ اس لئے میں مرنے جاؤنگا۔ براہمنی کہتی تھی۔ میں تمہاری بیوی ہوں۔ بیوی کا کام خاوند کی مصیبت میں کام آتا ہے۔ اس لئے اسوقت میرا فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو قربان کردوں۔ لڑکی بولی۔ آخر مجھے اس گھر سے کبھی نہ کبھی جانا ہے کیوں نہ آج میں ہی مرجاؤں۔ اور گھر کے باقی آدمیوں کو بچالوں لڑکا سب سے چھوٹا تھا۔ اُس نے کہا۔ تم فکر کیوں کرتے ہو۔ میں اُس راکشس ہی کو مار دونگا۔

یہ بات سُن کر سب ہنسنے لگے۔ کنتی اُن کے پاس چلی گئی۔ اور بولی " تم ذرا فکر نہ کرو۔ میرے پانچ لڑکے ہیں میں اُن سے ایک کو راکشس کے پاس بھیجدونگی "

براہمن نے کہا " یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کیا آج تک کبھی کوئی دوسرے کی موت بھی مرا ہے۔ جو تمہارا بیٹا ہماری جگہ مرنے جائیگا "

"مرا ہے یا نہیں۔ یہ تو مَیں نہیں جانتی۔ مگر اتنا ضرور جانتی ہوں۔ کہ آج میرا بیٹا تمہاری جگہ ضرور جائے گا۔ یہ تم ابھی دیکھ لو گے"

براہمن نے جواب دیا "مگر تم ہمارے مہمان ہو۔ کیا مہمانوں کی ہم یہی خاطر تواضع کرینگے۔ کہ اُن کے ایک آدمی کو مروادیں اِس طرح تو ہمارے نام کو بٹّہ لگ جائے گا۔ ہم یہ کیسے گوارا کر سکتے ہیں"

جب کنتی نے دیکھا۔ کہ یہ کسی طرح بھی نہیں مانتے۔ تو اُس نے صاف صاف کہدیا۔ کہ "میرا بیٹا بڑا بہادر ہے۔ اور وہ اِس راکشس کو ضرور قتل کر دیگا۔ اِس لئے اُسے ضرور جانے دو۔ تاکہ وہ بے رحم وحشی مارا جائے اور شہر والوں کے سر سے مصیبت ٹلے"

اب براہمن کیا کہہ سکتا تھا سر جھکا کر چپ ہو رہا۔ بھیم نے پکے ہوئے چاولوں کا برتن اُٹھایا۔ اور اُس جگہ کی طرف روانہ ہُوا۔ جہاں وہ راکشس رہتا تھا۔ اُس جگہ پہنچ کر بھیم نے چاروں طرف دیکھا۔ مگر وہ راکشس کہیں دکھائی نہ دیا۔

بھیم نے سوچا۔ جب تک وہ آئے تب تک میں ان چاولوں ہی کا فیصلہ کیوں نہ کر دوں یہ سوچ کر اُس نے مزے مزے سے چاول کھانا شروع کر دیا۔ یہ چاول کئی آدمیوں کے لئے کافی تھے۔ مگر بھیم سین بڑا پیٹو تھا۔ اُس نے تھوڑی ہی دیر میں تمام برتن خالی کر دیا۔ اور اُٹھ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

اتنے میں وہ راکشس آگیا۔ اور برتن کو خالی دیکھ کر بولا "یہ چاول کیا ہوئے؟"

بھیم سین نے جواب دیا "وہ تو میں کھا گیا"

"تو بڑا بے وقوف ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ آج مجھ کو تیرا گوشت کھانا ہے"

بھیم نے جواب دیا "میرا خیال ہے۔ آج تجھ کو میرے ہاتھ سے قتل ہونا ہے۔ اِس لئے میں نے یہ سوچا۔ کہ تجھے چاول کھانے کی تکلیف نہ دی جائے"

اِس سے پہلے جو آدمی آتے تھے۔ وہ دیو کو دیکھتے ہی کانپنے لگ جاتے تھے۔ اُن کو بات تک کرنے کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔

آج بھیم کے منہ سے ایسی دلیری کی باتیں سُن کر دیو حیران سا ہو گیا۔ اُس نے تعجب سے پوچھا "تو کون ہے؟"

بھیم نے جواب میں پوچھا "پہلے تو بتا، تو کون ہے؟"

"میں دیو ہوں"

"میں بڑا دیو ہوں"

دیو نے پوچھا "بڑا دیو کون ہوتا ہے؟"

"پہلے تو بتا۔ دیو کون ہوتا ہے؟"

"جو آدمیوں کو کھا جائے۔ اُسے دیو کہتے ہیں"

"اور جو دیوؤں کو کھا جائے۔ اُسے بڑا دیو کہتے ہیں"

یہ سُننا تھا۔ کہ دیو ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اب تو بھیم سامنے کھڑا تھا۔ اُس نے للکار کر کہا "آؤ ہم تم دونو کُشتی لڑیں۔ تاکہ معلوم تو ہو جائے۔ کہ ہم میں سے طاقتور کون ہے"

یہ کہکر بھیم نے دیو کی گردن پکڑ لی۔ دیو دل میں ڈر رہا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ اگر موقعہ ملے۔ تو بھاگ کھڑا ہو۔ مگر موقعہ کیسے

ملتا دونوں کی کُشتی شروع ہوگئی۔ کچھ دیر تک تو وہ لڑتا رہا۔ مگر جلد ہی تھک گیا۔ تب بھیم نے اُسے اُٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا اور اُس کی گردن مروڑ دی۔ یہ دیکھ کر اُس کے رشتہ دار گھبرا گئے۔ اور جان کے خوف سے بھیم کے قدموں میں گر پڑے۔ بھیم نے کہا "اگر تم مجھ سے اقرار کرو۔ کہ آئندہ نہ کبھی کسی آدمی کو مارو گے نہ کسی آدمی کا گوشت کھاؤ گے۔ تو میں تمہیں چھوڑ دونگا۔ ورنہ سب کو یہیں قتل کر دوں گا"۔ اُنہوں نے جواب دیا "کسی کو مارنا اور کھانا تو ایک طرف رہا۔ ہم آج ہی اِس جگہ سے بھاگ جائیں گے۔ اور پھر کبھی اِس طرف کا رُخ نہ کرینگے"۔

یہ وعدہ لے کر بھیم واپس آگیا۔ اور چُپ چاپ سو رہا۔ دوسرے دن جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ دیو مارا گیا ہے۔ تو اُن کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر اُسے کس نے مارا ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہ ہُوا۔

دروپدی کا سوئمبر

(۱)

کچھ دن اِسی طرح گذر گئے۔ اِس کے بعد پانڈو براہمنوں کے لباس میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ آخر اُنہیں ایک دن معلوم ہُوا۔ کہ مُلک پانچال کے راجہ دُرپد کی خُوبصورت بیٹی دروپدی کا سوئمبر ہونے والا ہے جس میں شامل ہونے کے لئے دُور دُور سے راجہ اور امیر لوگ جا رہے ہیں۔ یہ سُن کر پانڈو کو بھی شوق ہُوا۔ کہ ہم بھی چل کر یہ سوئمبر دیکھیں۔ چنانچہ وہ

اپنی ماں کو ساتھ لے کر راجہ دُرپد کی راجدھانی میں جا پُہنچے۔ مگر چونکہ اُن کا لباس براہمنوں کا سا تھا۔ اِس لئے اُن کو کسی نے نہ پہچانا۔ سوئمبر میں دریودھن اور اُس کا بہادر بھائی کرن بھی آیا ہُوا تھا۔ اور اُن میں سے ہر ایک کو پوری امید تھی۔ کہ درروپدی کا بیاہ اُسی ساتھ ہوگا۔ مگر اُن کو کیا معلوم تھا۔ کہ قسمت نے وہ عورت کسی اور ہی کے لئے وقف کر رکھّی ہے۔ جب سوئمبر کا دن آیا۔ تو سارے شہر میں دھوم مچ گئی۔ اُس دن دربار آراستہ تھا۔ اور دُور دُور کے راجہ مہاراجہ لوگ درجہ بدرجہ اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ درمیان میں ایک لمبا ستون تھا۔ جس کے سرے پر ایک چکّر گھُوم رہا تھا۔ اِس چکّر کے وسط میں ایک مصنوعی مچھلی لگی تھی۔ سوئمبر کی شرط یہ تھی۔ کہ جو بہادر اُس مچھلی کی آنکھ کو اپنے تیر کا نشانہ بنا سکے گا۔ وہی دروپدی کا شوہر ہوگا۔ مگر کسی کو اوپر دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ستون کے ساتھ زمین پر تیل کا ایک برتن پڑا تھا۔ اُس میں گھُومنے والے

چکّر کا عکس دکھائی دیتا تھا۔ اُسی عکس میں دیکھ کر تیر چلانے کی شرط تھی۔ یہ شرط ایسی مشکل تھی۔ کہ کئی مہاراجے پہلے ہی ہمّت ہار بیٹھے۔ اور اُنہیں یقین ہوگیا۔ کہ ہم دروپدی کو نہیں بیاہ سکیں گے۔ جب سوئمبر کا وقت ہُوا۔ تو دروپدی کا بھائی دروپدی کو ساتھ لئے دربار میں آیا۔ اور بلند آواز سے بولا:۔ "جو بہادر اِس تیل کے عکس میں دیکھ کر مچھلی کی دائیں آنکھ کو اپنے تیر کا نشانہ بنا دے گا۔ وہی دروپدی کا شوہر ہوگا۔"

یہ سُن کر باری باری سے کئی شہزادے اُٹھے۔ اُنہوں نے تیر تو چلایا۔ مگر وہ تیر مچھلی کی آنکھ میں نہ لگ سکا۔ کیونکہ ایک تو مچھلی کی آنکھ چھوٹی تھی۔ دوسرے فاصلہ زیادہ تھا۔ تیسرے چکّر گھوم رہا تھا۔ اور چوتھے عکس دیکھ کر نشانہ لگانے کی شرط تھی۔ یہ سب شرطیں بڑی مشکل تھیں۔ اور ان میں کامیاب ہونا آسان نہیں تھا۔ جب بہت سے شہزادے شرمندہ ہوکر واپس چلے گئے۔ تو ارجن آگے بڑھا

اُسے [illegible] دیکھ کر براہمنوں کی صف میں شور مچ گیا۔ کسی نے کہا۔ ارے کیوں براہمنوں کا نام بدنام کرتا ہے۔ جو کام بہادر چھتریوں سے نہیں ہُوا۔ وہ ایک براہمن سے کب ہو سکتا ہے۔ کوئی بولا۔ بیوقوف نہ بن اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ جا۔ کسی نے کہا۔ براہمن اپنی طاقت دیکھ کر ہی آگے بڑھا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ جو کام چھتریوں سے نہ ہو سکے۔ اُسے کوئی براہمن بھی نہ کر سکے۔ آخر پرسرام بھی تو براہمن ہی تھا۔ مگر کتنا بہادر تھا۔ چھتری لوگ اُس کا نام سُن کر کانپ جاتے تھے ؎

(۲)

ارجن نے ان آوازوں کی ذرا پروا نہ کی۔ اور آگے بڑھتا گیا تمام راجے مہاراجے حیران تھے۔ اور سوچ رہے تھے۔ کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ اتنے میں ارجن ستون کے پاس جا پہنچا۔ اُس نے تیر کمان ہاتھ میں لیا۔ پرماتما کا دھیان کیا۔ اور سر جھکا کر تیل کے عکس میں چکر پر نشانہ

لگایا۔ دوسرے لمحہ میں مچھلی زمین پر گر پڑی۔ لوگوں نے اُٹھا کر دیکھا۔ تو تیر دائیں آنکھ میں پیوست ہو چکا تھا۔ یہ دیکھ کر براہمن بڑے خوش ہوئے۔ اور ارجن کو دُعائیں دینے لگے مگر راجوں مہاراجوں کو زہر چڑھ گیا۔ اُنہوں نے کہا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ ہماری موجودگی میں ایک براہمن دروپدی کو بیاہ کر لیجائے۔ یہ راجوں کی توہین ہے اِس لئے اِس براہمن کو ابھی قتل کر دینا چاہئے۔ یہ فیصلہ کر کے کئی راجے آگے بڑھے۔ اور ارجن کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر وہ بھی ارجن تھا۔ بھلا اُسے مارنا کوئی آسان تھوڑا ہی تھا۔ اِس کے ساتھ بھیم بھی کھڑا ہو گیا اِن دونو بھائیوں کو غصّہ میں دیکھ کر سارے راجے ڈر گئے۔ اور اپنی اپنی جگہ جا بیٹھے صرف کرن مقابلے پر آیا۔ مگر جلد ہی ہانپ گیا۔ اور کہنے لگا "اے براہمن! میرا مقابلہ آج تک ارجن کے سوائے کسی نے نہیں کیا۔ سچ بتا۔ تو کون ہے؟"

اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ اُس کے سامنے براہمن کے لباس

میں سچ مچ ارجن ہی کھڑا ہے۔ اُس نے جواب دیا" تجھ کو
اِس سے کیا غرض ہے اگر تجھے اپنے زور بازو پر بھروسہ ہے۔
تو آگے بڑھ اور میرا مقابلہ کر۔ نہیں تو پیچھے ہٹ جا"
راجوں نے دیکھا۔ کہ کرن مارا جائیگا۔ اِس لئے اُنہوں
نے آگے بڑھ کر صُلح کرادی۔ اور کہا۔ کہ چونکہ اِس براہمن
نے سوئمبر کی شرط پوری کر دی ہے۔ اِس لئے اِس کا حق
ہے۔ کہ دروپدی کے ساتھ بیاہ کرے۔ اب کسی کو اِس پر
اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ یہ سُنتے ہی کرن اپنا سا مُنہ لے کر
بیٹھ گیا۔ اور خُوبصورت شہزادی نے پھُولوں کا ہار ارجن کے
گلے میں ڈالدیا۔ اِس کا مطلب یہ تھا۔ کہ تُم میرے شوہر ہو چکے۔
مگر دُرپد بڑا غمگین تھا۔ اُس کی خواہش تھی۔ کہ میری بیٹی
کا بیاہ ارجن کے ساتھ ہو۔ اِسی لئے اُس نے سوئمبر کی شرط
ایسی کڑی رکھی تھی۔ کیونکہ اُسے خیال تھا۔ کہ سوائے ارجن
کے اور کسی میں یہ ہمّت نہیں۔ کہ اِس طرح کی شرط پوری
کر سکے۔ اِس لئے بیاہ کے بعد اُس نے اپنے لڑکے کو پانڈو کے

ڈیرے میں بھیج دیا۔ تاکہ معلوم ہوسکے۔ کہ وہ کون ہیں۔ کیونکہ اُسے شبہ ہوگیا تھا۔ کہ وہ گو براہمنوں کے لباس میں ہیں۔ تاہم براہمن نہیں۔ شام کے وقت دُرپد کا بیٹا واپس آیا۔ اور اپنے باپ سے بولا۔ کہ جنہیں ہم براہمن سمجھ رہے تھے۔ وہ تو پانڈو ہیں اور جس نے سوئمبر کی شرط پوری کی ہے۔ وہ بہادر ارجن ہے۔

یہ سُن کر دُرپد بڑا خوش ہُوا۔ اور دوڑتا ہُوا پانڈو کے پاس چلا گیا۔ یدھشٹر نے اُسے سارا واقعہ کہہ سُنایا۔ اور لباس تبدیل کرنے کی اصل وجہ بتائی۔ جب دُرپد نے یہ سُنا۔ تو اُسے زہر چڑھ گیا۔ اور وہ غُصّے سے بولا۔ کہ تم ذرا فکر نہ کرو۔ میں تمہارا تخت و تاج واپس دلا دونگا۔ اور اگر ضرورت پڑی۔ تو اِس کے لئے اپنا سب کچھ قُربان کر دوں گا۔

(۱۳)

اُدھر راجہ دھرت راشٹر کو پتہ لگا۔ کہ پانڈو جلنے محل سے بچ گئے ہیں۔ اور ارجن نے سوئمبر میں دروپدی کو جیت لیا

ہے۔ یہ سُن کر وہ بڑا حیران ہُوا۔ بھیشم، بدر اور درونا چاریہ نے اُسے کہا۔ کہ پانڈوا ور کورو کی لڑائی تمہارے خاندان کو تباہ کردے گی۔ اِس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اُنہیں آدھا راج دیدیا جائے۔ دریودھن اور کرن نے کہا۔ کبھی نہیں۔ ہم اُنہیں ایک گاؤں بھی نہ دینگے اور مار مار کر جنگلوں میں بھگا دینگے۔ بڑی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ اور آخر یہی فیصلہ ہُوا۔ کہ پانڈو بھی شاہی خاندان سے ہیں اِس لئے اُن کو حکومت میں برابر کا حصّہ دینا چاہیئے۔ نہیں تو وہ لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہوجائینگے۔ دریودھن بولا۔ اُن کے پاس اِسوقت نہ فوج ہے نہ خزانہ۔ ایسی حالت میں لڑائی کیسے کرینگے۔ بدر نے جواب دیا۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ پہلے وہ اکیلے تھے۔ مگر اب تو دُرپد بھی اُن کا طرفدار ہوگیا ہے۔ اور میں نے سُنا ہے کہ سری کرشن سے بھی اُن کی دوستی ہوگئی ہے۔ اور ہماری رعایا کے لوگ بھی اُن کا دم بھرتے ہیں۔ اِس لئے اب اُنہیں حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ دھرت راشٹر نے آخر یہی

فیصلہ کیا۔ کہ پانڈو کو بُلالیا جائے اور اُنہیں آدھا راج دیدیا
جائے۔ اب یہ سوال پیدا ہُوا کہ پانڈو کو بُلانے کے لئے
پانچال کون جائے۔ دھرت راشٹر نے کئی امیروں وزیروں
کے نام لئے۔ مگر اُن سب نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ کیونکہ
اُنہیں خطرہ تھا۔ کہ کہیں راجہ دُرپد ہمیں جان سے نہ مار
دے۔ آخر بدُر نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ اور جاکر پانڈو کو
منا لایا دھرت راشٹر نے اُنہیں وہ علاقہ دیدیا۔ جو اندرپرست
کہلاتا تھا۔ یہ علاقہ اُسوقت بالکل ویران تھا۔ مگر پانڈو کے
آنے ہی اِس کی حالت بدل گئی۔ یدھشٹر نے ٹوٹے ہوئے
حصّے کی مرمت کرائی۔ نئی فوج بھرتی کی۔ طرح طرح کے
ہتھیار بنوائے قلعے تعمیر کروائے۔ بازار بنوائے۔ تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر باغ لگوائے۔ کنوئیں کھُدوائے۔
سرائیں بنوائیں۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگ دُور دُور سے آکر وہاں
آباد ہوئے۔ اور اندرپرست بارونق علاقہ بن گیا۔ دریودھن
اور اُس کے بھائیوں نے اپنی طرف سے پانڈو کو نہایت بُرا

علاقہ دیا تھا۔ مگر اُنہیں کیا معلوم تھا۔ کہ وہی علاقہ ایسا بارونق اور خوبصورت بن جائیگا کہ لوگ اُس کی طرف کھنچے ہوئے چلے جائینگے

(۴)

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ ارجن جنگل میں جا رہا تھا۔ وہاں پر اُس نے ایک آدمی مایا نامی کو جلتی آگ سے بچایا۔ یہ شخص بڑا لائق انجینئر تھا۔ اور زمین کی مٹّی دیکھ کر دفینوں کا حال سمجھ جاتا تھا۔ اُس نے ارجن سے کہا۔ آپ نے میری جان بچائی ہے۔ اِس لئے مَیں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی خدمت کروں۔"

ارجن نے جواب دیا "مجھے کسی خدمت کی ضرورت نہیں تو نیک بن کر رہ۔ اور لوگوں کو فائدہ پُہنچا۔ میرا یہی حکم ہے۔"

مگر مایا نے کہا۔ مَیں آپ کی خدمت ضرور کرونگا۔ کیا آپ کے لئے ایک محل تعمیر کر دوں۔ یہ محل دُنیا بھر میں لاجواب ہوگا۔ اور اِس میں کئی ایسا خوبیاں ہونگی۔ جو آجتک کسی محل میں نہیں۔ مَیں اِس کے لئے آپ سے کوئی روپیہ بھی نہیں مانگتا کیونکہ مجھے ایک ایسی جگہ کا پتہ ہے۔ جہاں

بے شمار ہیرے اور جواہرات دبے پڑے ہیں۔ یہ سب دولت بھی مَیں آپ کے حوالے کر دوں گا۔

یہ کہہ کر مایا چلا گیا۔ اور دفینہ لے کر واپس آ گیا۔ اُس نے چودہ مہینے میں محل کا کام ختم کیا۔ اور جب محل بن چکا۔ تو باقی ساری دولت پانڈو کو دے کر چلا گیا۔ یہ محل اتنا خُوبصورت تھا۔ کہ جو کوئی دیکھتا تھا۔ عش عش کرتا تھا۔ اُس زمانے میں نارد نامی رشی بڑا مشہور تھا۔ وہ دن رات سیر کرتا پھرتا تھا۔ اور دُنیا کا کوئی حصّہ ایسا نہ تھا۔ جو اُس نے نہ دیکھا ہو۔ ایک دن وہ رشی یدھشٹر کے دربار میں آیا۔ اور اِس محل کو دیکھ کر بڑا خوش ہُوا۔ اُس نے کہا۔ اے راجہ! مَیں ساری دُنیا میں پھرا ہوں اور عُمدہ سے عُمدہ مکانات دیکھ چکا ہوں۔ مگر تیرے محل جیسا خوبصورت محل میں نے کہیں نہیں دیکھا اس کے بعد نارد نے یدھشٹر کا خزانہ اور فوج دیکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یدھشٹر نے بڑی خوشی سے دونو چیزیں نارد کو دکھا دیں۔ نارد نے کہا۔

یدہشٹرا تو بڑا زبردست راجہ ہے۔تیری فوج بھی بڑی بہادر ہے۔اور تیرے پاس روپے پیسے کی بھی کمی نہیں اِس لئے مَیں تجھے رائے دیتا ہوں۔کہ تو راجسو یہ جگ کر۔تاکہ ہندوستان میں تیری نیک نامی ہو۔

یہ سُن کر یدہشٹر نے سری کرشن کو بُلا بھیجا۔اور اُن سے پوچھا کہ نارد جی یہ صلاح دے گئے ہیں۔آپ کی کیا رائے ہے؟

سری کرشن نے کہا۔صلاح بڑی اچھّی ہے۔مگر تمہیں معلوم ہے۔کہ یہ یگ وہی کرسکتا ہے۔جو سب راجوں سے بڑا ہو۔اور جس کی ماتحتی سب راجے قبول کر چکے ہوں۔ہندوستان میں اِسوقت ایک راجہ جراسندھ ایسا ہے جو تمہاری ماتحتی منظور نہ کرے گا۔اِس لئے پہلے اُسے مار لینا چاہئے۔لیکن اُسے مارنا آسان نہیں۔تاہم مَیں بھیم اور ارجن مِل کر اُسے مار دینگے تُم فکر نہ کرو۔اور ہماری واپسی کا انتظار کرو۔

یہ کہہ کر سری کرشن بھیم اور ارجن تینوں جراسندھ کے شہر میں چلے گئے۔ اور بھیم نے اُسے کُشتی کے لئے للکارا۔ جراسندھ بڑا بہادر تھا۔ بھیم سے کُشتی کرنے کو آمادہ ہو گیا۔ یہ لڑائی کئی دن تک جاری رہی۔ اور آخر جراسندھ مارا گیا۔ اب کس کا خوف تھا۔ یدھشٹر نے راجسو یہ یگ کا اعلان کر دیا۔ اور سری کرشن اور بھیم ارجن وغیرہ سب کے سب تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ دھرت راشٹر۔ دریودھن۔ کرن اور بدُر بھی یگ میں شریک ہوئے۔ جب یگ ختم ہو چکا۔ تو سب راجے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ مگر دریودھن اور اُس کا ماموں شکنی وہیں ٹھہرے رہے۔ اندر پرست کی خوبصورتی بھلا ہستناپور میں کہاں تھی۔ دونو دیکھتے تھے اور حیران ہوتے تھے ❖

(۵)

ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ بھیم دریودھن اور شکنی کو

اپنے محل کی سیر کرانے نکلا۔ یہ محل وہی تھا۔ جسے مایا نے تیار کیا تھا۔ اور جس میں اُس نے اپنی کاریگری سے کئی خوبیاں پیدا کی تھیں۔ تینوں آدمی پھرتے پھراتے ایک ایسی جگہ پہنچے۔ جہاں ایک تالاب پانی سے لبالب بھرا تھا۔ دریودھن اور شکنی دونو نے کپڑے اُتار لئے۔ اور نہانے کی غرض سے تالاب میں اُتر گئے۔ مگر یہ دیکھکر اُن کی حیرت کی حد نہ رہی۔ کہ وہ تالاب تو اصل میں خُشک زمین تھی۔ لائق انجینئر نے زمین پر شیشہ لگا کر اُس میں اس طرح کی صنعت بھر دی تھی۔ کہ جو کوئی دیکھے۔ وہ یہی سمجھے۔ کہ یہ تالاب ہے اور اِس میں لبالب پانی بھرا ہے۔ حالانکہ وہاں پانی کا نام بھی نہیں تھا۔ دریودھن اور شکنی دونو شرمندہ ہو گئے۔ اور کپڑے پہن کر آگے بڑھے۔ تھوڑی دُور آگے جا کر ایک ٹکڑہ زمین کا ایسا دکھائی دیا۔ جس پر سبز گھاس کا فرش بچھا تھا۔ دریودھن اور شکنی دونو تھک گئے تھے۔ ذرا آرام کرنے کے لئے وہاں بیٹھ گئے۔

مگر بیٹھنے کے ساتھ ہی غوطے کھانے لگے۔ معلوم ہُوا۔ کہ وہ ایک تالاب ہے۔ جس کی سطح ایسی کاریگری سے بنائی گئی ہے۔ کہ دُور سے تو ایک طرف پاس سے بھی گھاس کا شبہ ہوتا ہے۔ بھیم نے ہنس کر کہا۔ کیوں بھائی! پانی میں کیوں کُود پڑے۔ آؤ میں تمہیں باہر نکال دوں ایک تو دریودھن پہلے ہی پانڈوں کا مخالف تھا۔ اب اِس محل کو دیکھ کر اور بھی جل گیا۔ ذرا آگے بڑھے۔ تو ایک دروازہ نظر آیا۔ جو بالکل کھُلا تھا۔ دریودھن اُس کے اندر جانے لگا۔ تو اُس کا سر دیوار کے ساتھ ٹکرا گیا۔ اصل میں بات یہ تھی کہ وہ دروازہ نہیں تھا۔ بلکہ دروازے کی تصویر تھی۔ اور یہ تصویر ایسی کمال کی بنی تھی۔ کہ جو بھی دیکھتا تھا۔ دھوکا کھا جاتا تھا۔ اوپر بالاخانے میں دروپدی بیٹھی تھی۔ جب اُس نے یہ تماشہ دیکھا۔ تو زور سے قہقہہ مار کر ہنسی اور بولی۔ کہ کیوں نہ ہو آخر اندھے باپ کا بیٹا ہے دکھائی کیسے دے؟ یہ لفظ دریودھن کے غصّے پر تیل کا کام کر گئے۔

مگر مجبور تھا۔ کیا کرتا۔ خاموش ہو رہا۔ مگر اپنے دل میں اُس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ دروپدی سے اِس کا بدلہ ضرور لونگا۔ بچاری دروپدی کو بھلا کیا معلوم تھا۔ کہ اُس کے ہنسی مذاق پر دریودھن نے اتنا بُرا منایا ہے۔

دو چار دن کے بعد دریودھن اور شکُنی دونو ہستنا پور چلے گئے۔ وہاں جاتے ہی دریودھن نے شکُنی سے صلاح کی۔ کہ پانڈو کو کس طرح تباہ کیا جائے۔ شکُنی نے جواب دیا۔ "کہ لڑائی میں ہم اُن پر کسی طرح بھی فتح نہیں پا سکتے مگر ہاں ایک طریقہ ہے۔ جس سے ہم اُنہیں برباد کر سکتے ہیں۔ اور وہ طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم یدھشٹر کے ساتھ جُوا کھیلیں اُسے جُوا کا شوق تو ہے۔ مگر وہ جُوا کھیلنے کا طریقہ نہیں جانتا۔ اگر مہاراجہ دھرت راشٹر اجازت دیدیں۔ تو مَیں ایک ہی دن میں پانڈو کی ساری دولت جیت سکتا ہوں"۔

یہ سُن کر دریودھن بڑا خوش ہُوا۔ اور دھرت راشٹر کے پاس جا کر بولا "مَیں چاہتا ہوں۔ کہ پانڈو کو ہستنا پور

بُلایا جائے اور اُن سے جُوا کھیلا جائے۔ یہی طریقہ ہے۔ جس سے ہم اُن کی بے انتہا دولت پر قبضہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کوئی نہیں"۔

دھرت راشٹر نے اُسے بہتیرا سمجھایا۔ کہ تو پانڈو سے کیوں کد کرتا ہے۔ آخر وہ تیرے بھائی ہیں۔ اور تجھے اُن کی خوشحالی پر خوش ہونا چاہئیے۔ مگر دریودھن نے اِس نصیحت کو اِس کان سے سُن کر اُس کان سے نکال دیا۔ اور اپنی ضد پر برابر اڑا رہا۔ مجبوراً دھرت راشٹر دریودھن کی تجویز سے متفق ہو گیا۔ اور پانڈو کو ہستنا پور بُلانے کے لئے آدمی بھیجے گئے۔ جب پانڈو نے سُنا۔ کہ اُنہیں دھرت راشٹر نے دریودھن کے اصرار کرنے پر بُلایا ہے۔ تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ اُن بیچاروں کو کیا پتہ تھا۔ کہ اِس دعوت کے پردے میں ہماری تباہی چھپی ہے۔ اور دریودھن ہمیں برباد کرنے پر تُلا ہے۔ اِس لئے وہ خوش خوش ہستنا پور آ گئے۔ اور دروپدی کو بھی ساتھ لے آئے۔

(۶)

چند دن خوب جلسے رہے۔ اِس کے بعد ایک دن موقعہ پاکر دریودھن نے یدہشٹر سے جُوا کھیلنے کو کہا۔ یدہشٹر جُوا کھیلنے کے برخلاف تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس سے قوم اور مُلک غارت ہوجاتے ہیں۔ اِس لئے اُس نے جواب دیا۔ کہ مَیں جُوا نہیں کھیلنا چاہتا۔ مگر شکُنی نے جوابدیا۔ اس میں نقصان ہی کیا ہے۔ راجوں مہاراجوں میں جُوا کھیلنے کا عام رواج ہے بڑی بات ہوگی۔ آپ چند داؤ ہار جائیں گے۔ تو کونسا غضب ہوجائیگا۔ آپ کے پاس دولت کی کمی نہیں "

یدہشٹر جھکیے میں آگیا۔ اور جُوا کھیلنے لگا۔ دھرت راشٹر بھیشم۔ بدر۔ درونا چاریہ سب بیٹھے تھے۔ مگر اِس سے کیا ہوتا تھا۔ شکُنی بڑا ہی مکّار تھا۔ اُسے پانسہ پھینکنے کا ایسا طریقہ یاد تھا۔ کہ اُس سے کوئی شخص بھی بازی نہ لیجا سکتا تھا۔ سب سے پہلے چند داؤ یدہشٹر نے جیتے۔ یہ

شکنُی کی چال تھی۔ تاکہ یدہشٹر کو شبہ نہ ہوجائے۔ اِس کے بعد یدہشٹر کی ہار شروع ہوئی۔ جواہرات۔ خزانہ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ رتھ۔ زیورات۔ سب کے سب ایک ایک کرکے شکنُی نے جیت لئے۔ یدہشٹر بڑا سمجھدار اور شریف آدمی تھا۔ مگر اسوقت اُس کی آنکھوں پر پردہ پڑچُکا تھا۔ ایک اور بات بھی ہے۔ جب کوئی شخص جوئے میں کچھ ہار جاتا ہے۔ تو اُسے غصّہ چڑھ جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی خیال آتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ اب کے داؤ میں میری ہی جیت رہے۔ اِس امید پر وہ برابر کھیلتا چلا جاتا ہے۔ حتّٰے کہ اُس کے پاس پھُوٹی کوڑی بھی نہیں رہتی۔ اسی طرح یدہشٹر کا حال ہُوا۔ وہ غصّہ سے دیوانہ ہوکر جُوا کھیلنے لگا۔

اِسوقت بِدُر نے کہا۔ دھرت راشٹر تیرے گھر میں دریودھن گیدڑ پیدا ہُوا ہے۔ یہ تیرے خاندان کا نامُ نشان تک مٹا دیگا۔ اور اپنے آپ کو بھی مصیبت میں ڈال لیگا۔ اِس لئے بہتر ہے۔ کہ جُوا بند کردیا جائے۔“

مگر جُوا بند کیسے ہوتا۔ وہ تو پہلے ہی سے تجویز پک چکی تھی۔ دریودھن نے کہا۔ ہم کوئی گُناہ نہیں کر رہے۔ جُوا اتفاق کی بازی ہے۔ جس کی قسمت میں جیتنا لکھّا ہو اُسے کون ہرا سکتا ہے۔ اور جس کی قسمت میں ہار بدی ہو۔ اُسے کون جتا سکتا ہے۔

بِدُر نے ایک دفعہ پھر سمجھایا۔ مگر دھرت راشٹر نے پروا نہ کی۔ جُوا پھر شروع ہو گیا۔ اور اب کی دفعہ یدھشٹر۔ زمین۔ قلعے۔ شہر سب کچھ ہار گیا۔ اِس کے بعد بھائیوں کی اور اُن کی ذاتی جائداد کی باری آئی۔ وہ بھی ہارے گئے۔ پھر یدھشٹر نے اپنے آپ کو داؤ پر لگایا۔ شکُنی نے اُسے بھی جیت لیا۔ یدھشٹر نے کہا۔ اب میرے پاس کچھ نہیں رہا۔ شکُنی بولا۔ ابھی دروپدی باقی ہے۔ اُسے کیوں نہیں داؤ پر لگا دیتے۔ ممکن ہے۔ تمہاری ہاری ہوئی دولت واپس مل جائے۔ بِدُر۔ بھیشم۔ درونا چاریہ حیران ہو گئے۔ مگر یدھشٹر اندھا ہو رہا تھا۔ اُس نے ذرا خیال نہ کیا۔ کہ میں

کیا کر رہا ہوں۔ اُس نے دروپدی کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ پانسہ پھینکا گیا۔ لوگوں کے دل دھڑکنے لگے۔ اتنے میں شکُنی اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا۔ بس دروپدی بھی ہار گئے۔ وہ اب ہماری ہے۔ یدہشٹر اور اُس کے بھائی رونے لگے۔ بدُر نے افسوس سے سر جُھکا لیا۔ دیکھو بچّو! ذرا خیال کرو۔ جو تھوڑی دیر پہلے راجے تھے۔ وہ جوئے کی بدولت کنگال ہو گئے۔ اور اپنے آپ کو بھی ہار گئے۔ اِس لئے اِس واقعہ سے سبق لو اور کبھی جُوا نہ کھیلو۔ یہ بڑی بُری عادت ہے۔ جس کو پڑ جاتی ہے۔ اُسے تباہ کر دیتی ہے ✣

جُوئے کا انجام

(۱)

دریودھن بڑا خوش تھا۔ اُس نے پرات کامی نامی نوکر سے کہا جا اور دروپدی کو یہاں بُلا لا۔ پرات کامی نے محل میں جاکر دروپدی سے کہا۔ "تجھے یدھشٹر جوئے میں ہار گیا ہے۔ اِس لئے تو اب دریودھن کی ملکیت ہے۔"

دروپدی نے جواب دیا "جیٹھ جی نے مجھے کیوں داؤ پر لگایا کیا اُن کے پاس کوئی اور چیز نہ تھی؟"

پرات کامی بولا "یدہشٹر نے پہلے جواہرات - خزانہ - رتھ - ہاتھی - گھوڑے ہارے - پھر اپنے چاروں بھائیوں کو داؤ پر لگایا - پھر اپنا آپ ہار گیا - اور جب پھر بھی کچھ نہ بنا - تو آخر تجھے داؤ پر لگا دیا -

دروپدی نے جواب دیا "جا - جاکر دریودھن سے کہدے کہ جب یدہشٹر پہلے اپنے آپ کو ہار چکا تھا - تو اُسے مجھے داؤ پر لگانے کا کیا حق تھا ؟"

یہ بات سُن کر پرات کامی بڑا حیران ہُوا - اُس نے اپنے دل میں سوچا - کہ دروپدی نے بڑی عقلمندی کی بات کہی ہے واقعی جب یدہشٹر اپنے آپ کو ہار چکا تھا - تو اُسے دروپدی کو ہارنے کا کیا حق تھا - اُس نے دربار میں آکر کہا - کہ دروپدی نے یہ سوال کیا ہے - اِس کا کیا جواب ہے ؟

دریودھن نے جواب دیا "جا - جاکر اُس سے کہدے - کہ اب وہ میری لونڈی ہے - اگر اُسے کچھ پُوچھنا ہو - تو

یہاں آکر پُوچھے وہاں بیٹھ کر حکم چلانے کا زمانہ گذر چُکا۔"
پرات کامی نے واپس آکر دروپدی سے کہا "وہ کہتا ہے تُو میری لونڈی ہے۔اِس لئے دربار میں حاضر ہو"
مگر دروپدی نے پھر اُسے لوٹا دیا۔اِس پر دریودھن بڑا خفا ہُوا۔اور اپنے ایک بھائی دوشاسن سے بولا "یہ بڑا ڈرپوک ہے بھیم سے ڈرتا ہے۔جا اُٹھ تو محل میں جا۔ اور اُسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہُوا لے آ۔ وہ ہماری لونڈی ہے اُسے ہمارا ہر ایک حکم ماننا ہوگا"
یہ سُن کر بدباطن دوشاسن محل میں چلا گیا۔ اُس وقت دروپدی کے جسم پر صرف ایک ساڑھی تھی۔ اور سب بال کُھلے ہوئے تھے دوشاسن نے اُسے بالوں سے پکڑ لیا اور گھسیٹتا ہُوا دربار میں لے آیا۔ دروپدی زار زار روتی تھی۔ بار بار فریاد کرتی تھی۔ مدد کے لئے دوہائی دیتی تھی۔ مگر دریودھن کے خوف سے کوئی زبان نہ کھولتا تھا۔ یدھشٹر اور اُس کے چاروں بھائی سر جُھکائے کھڑے تھے۔ اور

مُنہ سے کچھ نہ بولتے تھے۔ اگر وہ چاہتے۔ تو دریودھن۔شکونی اور دوشاسن کے جسم کی بوٹیاں اُڑا دیتے۔ مگر کیا کرتے۔ ہارے ہوئے تھے۔ وہ تو اِسوقت دریودھن کے غُلام تھے۔ ہاتھ کیسے ہلاتے۔ تب بدُر نے کہا۔ کہ یہ بڑی بے انصافی ہے۔ دروپدی جیسی نیک۔ شریف اور خُوبصورت رانی کے ساتھ یہ بدسلوکی قابل افسوس ہے۔" اِس پر دریودھن نے کہا۔" کیا بے انصافی ہے۔ کیا اُسے یدھشٹر نے داؤ پر نہیں لگایا۔ اور کیا ہم نے اُسے جیت نہیں لیا۔"

بدُر نے جواب دیا۔" جُوا کھیلنا گُناہ ہے۔ اِس لئے جو جوئے میں جیتتا ہے۔ وہ بھی گنہگار ہے۔ تم پانڈو کی دولت دیکھ کر حسد سے جلے جاتے تھے۔ کیا یہ طریقہ اُنہیں جیتنے کا ہے۔ اگر ہمّت تھی۔ تو لڑائی کرتے۔ جوئے میں جیت لیا۔ بڑے تیس مار خاں بن گئے۔

دریودھن نے کہا۔" تم ہمیشہ ان کی طرفداری کرتے ہو۔ مگر اسوقت تُم سے کچھ نہ ہوگا۔ دوشاسن آگے بڑھ کر دروپدی

کو ننگا کر دے۔"

یہ حکم سُن کر دربار کے سب لوگ کانپ گئے۔ کسی کو کیا خیال تھا۔ کہ کوئی شہزادہ اِس قسم کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ بدُر نے اِس کی مخالفت کی۔ مگر دریودھن نے اُس کی ایک نہ سُنی اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔

(۲)

تب دوشاسن آگے بڑھا۔ اور اُس نے ایک دفعہ پھر دروپدی کے نازک اور لمبے بالوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر بھیم کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور اُس نے کڑک کر کہا "کہ اگر میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ تو اس دوشاسن کے بازوؤں کے خون سے دروپدی کے بال دھوؤں گا۔ جب تک یہ نہ ہوگا۔ تب تک دروپدی اپنے بال کھُلے رکھے گی۔"

یہ عہد سُن کر دربار کے سب لوگ ڈر گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بھیم بڑا بہادر ہے۔ اور جو کچھ مُنہ سے کہدیتا

ہے۔ وہ کر کے دکھا دیتا ہے۔ مگر دریودھن پر ان لفظوں کا بھی اثر نہ ہُوا۔ اور اُس نے دو تین اور باتیں ایسی کہیں جو بڑی خراب تھیں۔ اُنہیں سُن کر بھیم کو پھر غصّہ چڑھ گیا۔ اور اُس نے پھر کہا۔ کہ میں عہد کرتا ہوں۔ کہ دریودھن کی رانوں کو تنکے کی طرح چیر دونگا"

دریودھن نے کہا "خیر! دیکھا جائیگا۔ اسوقت تو میرا زور ہے۔ جب تمہارا چلے گا۔ اُسوقت جو جی میں آئے۔ کر لینا"

بدُر نے پھر دھرت راشٹر سے کہا۔ تُم دیکھتے ہو۔ کیا ہو رہا ہے۔ اِس کا نتیجہ کیسا بُرا ہوگا۔

دھرت راشٹر۔ بھیم کے عہد سُن کر ڈر گیا تھا۔ اُس نے اُسی وقت دروپدی کو چھُڑا دیا۔ اور کہا۔ تو میری سب سے بڑی بہو ہے تیری بے عزّتی کر کے دریودھن نے بہت بُرا کیا ہے۔ مَیں اِس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔ تو مجھ سے اپنی ایک خواہش بیان کر۔ مَیں اُسے پورا کروں گا"

دروپدی نے کہا "یدھشٹر آزاد ہو جائے"

"وہ آزاد ہے۔ کچھ اور؟"

"اُس کے چاروں بھائی بھی آزاد کر دئے جائیں"

"وہ بھی آزاد کئے گئے۔ کچھ اور؟"

دروپدی بولی "لالچ بُری بلا ہے۔ میں اور کچھ نہیں چاہتی"

یہ سُن کر سب درباری واہ واہ کہنے لگے۔

یدھشٹر نے دھرت راشٹر سے کہا۔ آپ ہمارے باپ کی جگہ ہیں۔ اب ہمیں کیا حکم ہے؟

دھرت راشٹر نے جواب دیا۔ اندرپرست میں جاکر راج کرو۔ اور خوش رہو۔ اور یاد رکھو۔ کہ جو دھرم کی حفاظت کرتے ہیں۔ دھرم اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ جو دشمن کی بُرائیاں بھول جاتے ہیں۔ وہ نیک ہیں مگر جو اُن کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ وہ دیوتا ہیں۔ نیک رہو۔ دیوتا بنو۔ اور دُنیا تمہاری پُوجا کرے گی۔ جو بُرے ہیں۔ وہ آپ سے آپ تباہ ہو جائینگے اُن کو پرماتما بھی نہیں بچا سکتا۔"

پانچوں بھائیوں نے سر جُھکایا۔ اور دروپدی کو ساتھ لے کر اندرپرست کی طرف روانہ ہوئے ؛

(۳)

اِدھر دریودھن اور دوشاسن نے سوچا۔ کہ یہ تو بہت بُرا ہُوا۔ بھیم نے جو عہد کیا ہے۔ وہ اُسے ضرور پورا کریگا۔ اور ہم دونو مارے جائینگے۔ اِس لئے کسی طرح اُن کو پھر قابو میں کرنا چاہئے۔ شکُنی نے کہا۔ ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے۔ تُم جاکر مہاراج سے کہو۔ کہ ایک دفعہ پھر جُوا کھیلنے کی اجازت دیں۔ اگر یدہشٹر جیت جائے۔ تو اپنے علاقہ کا راج واپس لے لے۔ اور اگر ہار جائے۔ تو اُسے، دروپدی کو اور اس کے چاروں بھائیوں کو اوّل بارہ[۱۲] سال جنگلوں میں رہنا ہوگا۔ اور اس کے بعد ایک سال چھپ کر گذارنا ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اگر اِس تیرھویں سال میں اُنہیں کوئی پہچان لے۔ تو پھر بارہ[۱۲] برس کے لئے دوبارہ جنگلوں میں رہنا ہوگا۔

دریودھن نے یہ بات کچھ ایسے ڈھنگ سے جاکر اپنے باپ سے کہی۔ کہ وہ فوراً مان گیا۔ چنانچہ اُسی وقت ہرکارہ بھیجا گیا اور پانڈو کو واپس بُلایا گیا۔

جب پانڈو واپس آئے۔ تو دریودھن نے اُن کے سامنے ساری بات رکھدی۔ اور کہا۔ چونکہ ہم نے آپ کو غلامی سے آزاد کیا ہے۔ اِس لئے آپ کو یہ بازی کھیلنی ہوگی یدہشٹر نے مان لیا۔ اور ایک دفعہ پھر داؤ لگا دیا لیکن شکُنی کے سامنے اُس غریب کی کیا پیش جاسکتی تھی۔ اِس دفعہ بھی ہارگیا۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ پانڈو کو بارہ۱۲ برس کی فقیری ملی۔ اور اُنہیں جنگلوں میں جانا پڑا۔ اُن کی ماں کُنتی کا بُرا حال تھا۔ بیچاری بار بار غش کھاتی تھی۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ میں بھی بیٹوں کے ساتھ ہی چلی جاؤں۔ مگر وزیروں نے اُسے روک لیا۔ ناچار اُسے وہیں رہنا پڑا۔ پانڈو۔ دروپدی کو ساتھ لیکر جنگلوں کو چلے گئے۔ اُسوقت دھرت راشٹر کو خیال آیا۔ کہ میں نے بڑی غلطی کی ہے پانڈو واپس آکر میرے بیٹوں کو

زندہ نہ چھوڑینگے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ جب چڑیاں کھیت چگ گئیں تھیں

پانڈو جنگلوں کو چلے گئے۔ اور سادھوؤں کی طرح رہنے لگے۔ یہاں اُن سے پہلے بُدر ملنے آیا۔ اِس کے بعد سری کرشن اور اُن کے بھائی بلرام آئے۔ اور اُن کو حوصلہ دے کر چلے گئے۔ ارجن اور بھیم بڑے غُصّے میں تھے۔ اور ہر وقت چاہتے تھے۔ کہ اگر یدہشٹر اجازت دیدے۔ تو دریودھن کو جا کر قتل کر دیں۔ مگر یدہشٹر بڑا شریف اور نیک دل آدمی تھا۔ ایسی اجازت کیسے دیتا۔ اِس لئے ارجن ایک براہمن سے لڑائی کے نئے نئے طریقے سیکھنے کے لئے چلا گیا اور جب کئی سالوں کے بعد واپس آیا تو اُس کے پاس جنگ کا ایسا عجیب علم تھا۔ کہ سارے بھائی حیران ہو گئے ✤

(۴)

اِس بن باس کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ ہُوا۔ جسنے

پانڈو کو بڑا ہر دلعزیز بنادیا۔ ایک دن دریودھن کو پتہ لگا۔ کہ پانڈو اس وقت فلاں جنگل میں ہیں۔ اُس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگر مَیں اسوقت شان وشوکت سے وہاں چلا جاؤں۔ تو پانڈو جل بھُن کر راکھ ہو جائیں گے۔ یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنے دوستوں کو ساتھ لیا اور اُس جنگل میں آگیا۔ اب اتفاق دیکھو۔ وہاں دریودھن کی ایک اور راجہ سے جنگ چھڑ گئی۔ جس میں دریودھن قید ہو گیا جب اِس کا حال یدھشٹر کو معلوم ہُوا۔ تو اُنہوں نے بھیم اور ارجن سے کہا۔ جاؤ اور جاکر دریودھن کو چھُڑا دو۔ بھیم نے کہا۔ ہم اُس کی کیوں مدد کریں۔ کیا اُس نے ہمیں تھوڑا ستایا ہے۔

یُدھشٹر نے جوابدیا۔ پھر بھی وہ ہمارا بھائی ہے۔ اِس لئے ہمیں اُس کی مدد کرنا چاہئے۔ ہماری باہمی لڑائی کا یہ مطلب نہیں۔ کہ باہر کے آدمی ہم پر الگ حملہ کریں۔ اور ہم ایک دوسرے کی بربادی اور بے عزّتی دیکھ کر خاموش

بیٹھے رہیں۔

یہ سُن کر بھیم اور ارجن دونوں نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھالے اور اُنھوں نے اُس راجہ کو جا للکارا۔ جس نے دریودھن کو قید کر لیا تھا۔ اُس راجہ نے کہا۔ یہ تو تمہیں شرمندہ کرنے آیا تھا۔ تعجّب ہے۔ کہ تُم اِسے چھُڑانا چاہتے ہو۔ بھیم نے جواب دیا وہ ہمارا اپنا گھر کا معاملہ ہے پر ہم یہ نہیں دیکھ سکتے۔ کہ دوسرے راجہ ہماری بے عزّتی کریں۔ جب ہمارا آپس میں جھگڑا ہو۔ تو ہم پانچ ہیں اور کورو سَو ہیں۔ مگر جب ہمارا باہر کے دشمن سے مقابلہ ہو تو ہم ایک سَو پانچ ہیں۔ اِس پر اُس راجہ نے دریودھن کو چھوڑ دیا۔ وہ پانڈو کو ذلیل کرنے آیا تھا۔ خود ذلیل ہو کر گیا۔ قُدرت کا یہی قاعدہ ہے۔ اِس لئے کسی کو ذلیل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ تم خود ہی ذلیل ہو گے اور دُنیا تمہاری ہنسی اُڑائے گی ⁘

(۵)

ایک دن پانچوں بھائی اور دروپدی ایک ایسے جنگل میں

جا نکلے ۔ جہاں پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا ۔ یدھشٹر نے نکل سے کہا نکل بھائی جا کر دیکھ ۔ اگر کہیں پانی مل جائے ۔ تو لے آ ۔
نکل نے تھوڑی دُور جا کر ایک خوبصورت تالاب دیکھا ۔ جو صاف اور ٹھنڈے پانی سے بھرا تھا ۔ چونکہ نکل خود بھی پیاسا تھا ۔ اِس لئے اُس نے پہلے خود پانی پینے کا ارادہ کیا ۔ مگر ابھی آگے بڑھا ہی تھا ۔ کہ ایک طرف سے آواز آئی ۔ پانی پینے سے پہلے میرے سوالوں کا جواب دے لے ۔ ورنہ بُرا ہو گا ۔

نکل نے اِس آواز کی ذرا پروا نہ کی اور پانی پی لیا ۔ مگر اِدھر پانی اُس کے حلق سے نیچے اُترا ۔ اُدھر وہ بیہوش ہو کر گر پڑا ۔

یدھشٹر نے تھوڑی دیر نکل کا انتظار کیا ۔ اور اس کے بعد سہدیو سے کہا ۔ تم جا کر دیکھو ۔ نکل کا کیا حال ہے ۔ اور اُسے پانی ملا ہے یا نہیں ۔

سہدیو نے بھی تالاب کے کنارے جا کر پہلے خود پانی پینا چاہا ۔ اُسے بھی وہی آواز سُنائی دی ۔ مگر اُس نے بھی پروا

نہ کی۔ اور نکل کی طرح وہ بھی بیہوش ہو کر گر پڑا۔

اِس کے بعد بھیم اور ارجن کے ساتھ بھی یہی گذری۔ تب یدہشٹر تالاب پر آیا۔ اور اپنے چاروں بھائیوں کو بیہوش دیکھ کر بڑا حیران ہُوا۔ اتنے میں پھر وہی آواز سُنائی دی۔ اُسے سُن کر یدہشٹر نے جواب دیا۔ تمہارے کیا سوالات ہیں۔ مَیں اپنی عقل کے مطابق اُن کے جواب دونگا۔

آواز آئی۔ زمین سے بھاری چیز کونسی ہے؟ آسمان سے بھی اونچا کون ہے؟ ہَوا سے زیادہ تیز رفتاری کس میں ہے؟ گھاس سے لمبا چوڑا پھیلاؤ کس کا ہے؟

یدہشٹر نے جواب دیا۔ ماں زمین سے بھی بھاری ہے۔ باپ آسمان سے بھی اونچا ہے۔ دل ہَوا سے تیز رفتار ہے۔ خیالات گھاس سے بھی زیادہ لمبے چوڑے ہیں۔

سوال۔ کون سوتے وقت بھی آنکھ نہیں بند کرتا؟ ۔ کون پیدائش کے بعد بھی نہیں ہلتا؟ کونسی چیز ہے۔ جس کا دل نہیں ہے؟

جواب۔ مچھلی سوتے وقت بھی آنکھ نہیں بند کرتی۔ انڈا پیدائش کے بعد بھی نہیں ہلتا۔ پتّھر کے دل نہیں ہوتا۔

سوال۔ گھر سے نکلے ہوئے کا دوست کون ہے؟ بال بچّوں والے کا دوست کون ہے؟ بیمار کا دوست کون ہے؟ مرتے ہوئے آدمی کا دوست کون ہے؟

جواب۔ گھر سے نکلے ہوئے کا دوست اُس کا ساتھی ہے۔ بال بچّوں والے کا دوست اُس کی بیوی ہے۔ بیمار کا دوست حکیم ہے۔ مرنے والے کے دوست اُس کے اپنے کئے ہوئے نیک کام ہیں۔

سوال۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟۔ لاعلاج بیماری کیا ہے۔ ایماندار کون ہے۔ بے ایمان کون ہے؟

جواب۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن غصّہ ہے۔ لالچ لاعلاج بیماری ہے۔ ایماندار وہ ہے۔ جس میں رحم ہے۔ بے ایمان وہ ہے جو ظالم ہے۔

سوال۔ خوش کون ہے؟ سب سے عجیب بات کیا ہے؟

سب سے نرالی خبر کیا ہے ؟
جواب ۔ جو بھوکا رہتا ہے مگر قرض نہیں لیتا ۔ وہ خوش ہے ۔ دُنیا میں لوگ دوسروں کو مرتے دیکھ کر بھی سمجھتے ہیں ۔ کہ ہم ہمیشہ زندہ رہینگے ۔ یہ سب سے عجیب بات ہے ۔ دُنیا کڑاہا ہے ۔ سُورج آگ ہے ۔ دن اور رات لکڑیاں ہیں ۔ موسم چمچے ہیں ۔ وقت باورچی ہے ۔ یہ سب سے نرالی خبر ہے ۔
سوال ۔ اکیلا کون سفر کرتا ہے ؟ بار بار کون پیدا ہوتا ہے ؟ سردی کا علاج کیا ہے ؟ سب سے بڑا کھیت کونسا ہے ؟
جواب ۔ سُورج اکیلا سفر کرتا ہے ۔ چاند بار بار پیدا ہوتا ہے ۔ سردی کا علاج آگ ہے ۔ یہ دُنیا سب سے بڑا کھیت ہے ۔
سوال ۔ کون دھرم سب سے اچھّا ہے ؟ ۔ کس کا پھل ضرور ملتا ہے ؟ ۔ کسے قابو میں رکھنے سے خوشی ہوتی ہے ؟ کس کی دوستی ہمیشہ رہتی ہے ؟
جواب کسی کو نہ ستانا سب سے اچھّا دھرم ہے ۔ اپنے کاموں کا پھل ضرور ملتا ہے ۔ دل کو قابو میں رکھنے سے خوشی حاصل

ہوتی ہے۔ نیک آدمیوں کی دوستی کبھی ختم نہیں ہوتی۔
سوال۔ دُنیا کے ساتھ کیا چیز چمٹی ہوئی ہے؟ کیا ہے جو ہمیں نہیں دیکھنے دیتی؟ دوستی کیوں ٹُوٹ جاتی ہے؟ سوَرگ کیوں نہیں ملتا؟
جواب۔ دُنیا کے ساتھ اندھیرا چمٹا ہُوا ہے۔ جہالت ہمیں صاف صاف نہیں دیکھنے دیتی۔ لالچ سے دوستی ٹُوٹ جاتی ہے۔ دُنیا کی بُرائیاں سورگ میں جانے سے روکتی ہیں *

(۶)

یہ جواب سُن کر وہ آدمی جو سوال کر رہا تھا۔ بڑا خُوش ہُوا۔ اور بولا اے یدہشٹر مَیں تجھ سے بڑا خوش ہوں۔ تیرے جواب بڑے معقول ہیں۔ اِس لئے مَیں تیرے بھائیوں میں سے ایک کو زندہ کر دیتا ہوں۔ بول کسے زندہ کروں؟
یدہشٹر نے کہا۔ میری تو یہ خواہش تھی۔ کہ یہ چاروں زندہ ہو جاتے۔ لیکن چونکہ تو کہتا ہے۔ کہ ایک ہی کو زندہ کیا جا سکتا ہے اِس لئے تو نکل کو زندہ کر دے "

"یہ کیا کرتے ہو؟ بھیم اتنا طاقتور ہے۔ کہ سارا ہندوستان اُس سے ڈرتا ہے۔ ارجن ایسا تیر انداز ہے۔ کہ دشمن دیکھ کر ہی بھاگ جاتا ہے۔ پھر تُم نے ان کو چھوڑ کر نکل کی زندگی کیوں مانگی ہے؟"

یدھشٹر نے جواب دیا "میرے باپ کی دو رانیاں تھیں۔ ایک کے بیٹے ہم چار بھائی۔ میں بھیم۔ ارجن اور سہدیو ہیں۔ دوسری کا بیٹا نکل ہے۔ اِس لئے میں نہیں چاہتا۔ کہ میری اصلی ماں کی اولاد زندہ رہے۔ اور میری سوتیلی ماں کا جو ایک ہی بیٹا ہے۔ وہ بھی مر جائے"

اِس پر وہ آدمی بڑا خوش ہُوا۔ اور بولا "اے یدھشٹر! تو سچ مچ دیوتا ہے۔ تو اِس امتحان میں پورا اُترا ہے اور یہ تیرے بھائی مرے نہیں۔ صرف بیہوش ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آجائیں گے۔

اور سچ مچ یہ بات ٹھیک نکلی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاروں بھائیوں کی بیہوشی دُور ہو گئی۔ اور وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

اب جلاوطنی کے بارہ برس ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے یدہشٹر نے کہا۔ کہ یہ سال ہمیں بڑی خبرداری اور احتیاط سے گذارنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ہمیں کسی نے پہچان لیا۔ تو پھر بارہ برس تک جنگلوں میں رہنا ہوگا۔ اس لئے بہتر تو یہ ہے۔ کہ ہم سب بھائی اپنا اپنا لباس اور نام بدل ڈالیں اور اس طرح رہیں کہ کسی کو پتہ تک نہ لگ سکے۔

سب بھائیوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ یہ سال متسیہ ریاست کے راجہ وراٹ کے ہاں گذارا جائے۔ یدہشٹر نے کہا۔ میں براہمن کے لباس میں رہونگا اور میرا نام کنک ہوگا۔ اور چونکہ مجھے جُوا کھیلنے کا شوق ہے۔ اس لئے میں راجہ کا مصاحب بنوں گا۔

بھیم نے کہا۔ میں پہلوان بنوں گا۔ اور اپنا نام بلبھ بتاؤں گا۔

ارجن نے ہیجڑے کا لباس پسند کیا۔ اور اپنے لئے برہنلا نام تجویز کیا۔ اُس نے کہا۔ میں گانا بجانا خوب جانتا

ہوں۔ اِس لئے یہ پیشہ میرے لئے بڑا موزوں ہوگا۔
نکل بولا۔ مَیں اصطبل کا داروغہ بن کر یہ سال گذاروں گا۔
اور اپنا نام گرنتھک بتاؤں گا۔
سہدیو نے کہا۔ مَیں گوالے کا کام کرونگا۔ اور تنتری پال
کے نام سے مشہور ہونگا۔
اِس کے بعد ارجن نے دروپدی سے پوچھا۔ تمہارا کیا
خیال ہے۔ تُم کس طرح یہ سال گذارو گی؟
دروپدی نے جوابدیا۔ تُم میرا فکر نہ کرو۔ مَیں راجہ کی رانی
کے ہاں داسی کا کام کرونگی۔ اور اپنا نام سرندھری رکھ لونگی۔
یدھشٹر نے کہا۔ مگر اب ہم کو بڑی احتیاط سے رہنا ہوگا۔
اور یہ ظاہر نہ ہونا چاہئیے۔ کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں
ورنہ ہمارا راز کھُل جائیگا۔ اور ہمیں بڑی مصیبت کا
سامنا کرنا ہوگا۔
یہ مشورہ کرکے پانچوں بھائی اور دروپدی راجہ وراٹ کے
پاس گئے۔ اور اُس نے اُن سب کو اپنے ہاں نوکر رکھ لیا۔

تیرھواں سال

(۱)

کچھ مہینے گذر گئے۔ پانڈوں کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ مگر وراٹ کا سالا کیچک بڑا بُرا آدمی تھا۔ جب اُس نے سرندھری کو دیکھا۔ تو اُس کی نیّت خراب ہوگئی۔ اور اُس نے چاہا۔ کہ جیسے بھی ہو۔ میرا اُس کے ساتھ بیاہ ہو جائے۔ وہ ہر وقت سوچتا رہتا تھا۔ کہ یہ کام کیسے ہو سکتا ہے۔ آخر ایک دن اُسے موقعہ مل گیا۔ چنانچہ سرندھری کو اکیلا پا کر اُس نے اپنے دل کی

بات کہدی۔ سرندہری نے جواب دیا۔ میں آپ سے بیاہ کیسے کرسکتی ہوں۔ میرا تو بیاہ پہلے ہی ہوچکا ہے۔ مگر کیچک نے پھر بھی کہا۔ نہیں تم میرے ساتھ بیاہ کرلو۔ میں وراٹ کا سپہ سالار ہوں اور اُس کی رانی میری بہن ہے۔ میرے ساتھ بیاہ کرکے تُم بڑے آرام میں رہوگی۔ مگر سرندہری یہ بات کیسے منظور کرسکتی تھی۔ اُس نے پھر بھی انکار ہی کیا اور کیچک سے کہا۔ کہ اس خیال کو چھوڑ دو۔

جب کیچک نے دیکھا۔ کہ یہ عورت میری ذرا بھی پروا نہیں کرتی۔ تو بڑا مایُوس ہُوا۔ اور اپنی بہن کے پاس چلا گیا۔ اُس کی بہن نے پہلے تو اُسے سمجھایا۔ مگر جب اُس نے کہا۔ کہ میں اس عورت کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔ تو اُس کی مدد کرنے پر رضامند ہوگئی۔ غریب سرندہری کو کیا معلوم تھا۔ کہ رانی بھی کیچک کی مددگار ہوگئی ہے۔

ایک دن رات کے وقت رانی نے سرندہری کو پانی کا گلاس دے کر کہا۔ جاؤ۔ یہ گلاس میرے بھائی کیچک کو دے آؤ۔

سرندہری ڈر گئی۔ اُسے کیچک کے کمرے میں جاتے ہوئے خوف معلوم ہُوا۔ مگر کیا کر سکتی تھی۔ وہ تو وہاں داسی کے طور پر رہتی تھی۔ اِس لئے چپ چاپ پانی لے کر چلی گئی۔ رانی نے کیچک کو پہلے ہی سے سمجھا رکھّا تھا۔ کہ میں آج رات سرندہری کو تیرے کمرے میں بھیجونگی۔ تو اُسے منّت خوشامد سے اور لالچ سے اپنے ساتھ بیاہ کرنے پر رضامند کر لیجیو۔ اِس لئے کیچک تو اُس کی راہ ہی دیکھ رہا تھا۔ اِدھر سرندہری نے اُس کے کمرے میں پیر دھرا۔ اُدھر کیچک نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور منّتیں کرنے لگا۔ سرندہری بڑی نیک عورت تھی۔ اِسی لئے تو اپنے خاوند کے ساتھ سیتا کی طرح بارہ۱۲ برس تک جنگلوں میں پھرتی رہی تھی۔ وہ دوسرا بیاہ کیسے کر لیتی۔ اُس نے کیچک کا ہاتھ پرے جھٹک دیا۔ اور آپ بھاگ کر رانی کے پاس چلی گئی۔ اُسے بڑی امید تھی۔ کہ رانی میری طرفداری کرے گی۔ مگر اُس نے ذرا پروا نہ کی۔ تب تو سرندہری کو بڑا ڈر لگا۔ اور اُس نے راجہ وراٹ سے شکایت کی راجہ وراٹ نے سوچا۔ کہ کیچک ایک تو میرا سالا ہے۔ دوسرے سپہ سالار ہے۔

اِس لئے اُسے ناراض کرنا ٹھیک نہیں۔ اور اِس کا کیا ہے۔ اک معمولی داسی ہے۔ بڑا ہو گا۔ رو دھو کر چُپ کر جائے گی۔ یہ سوچ کر اُس نے سرندہری کو ٹال دیا۔ اور کیچک سے کچھ نہ کہا

(۲)

اب تو کیچک کے حوصلے بڑھ گئے۔ پہلے اُسے وراٹ کا ڈر تھا۔ اب وہ بھی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر سرندہری بڑی سہم گئی۔ اور ایک دن موقعہ پاکر اپنے دیور بھیم سے جو وہاں پہلوان کا کام کرتا تھا۔ اور بلبھ کے نام سے مشہور تھا۔ بولی۔ کیچک بُری طرح میرے پیچھے پڑا ہے۔ اُس کا کچھ انتظام کرو۔ نہیں تو میں زہر کھا کر مر جاؤنگی۔

بھیم نے ساری بات سُن کر جواب دیا۔ تم ذرا فکر نہ کرو۔ کیچک کی موت آگئی ہے۔ جو تمہاری بے عزّتی کرنا چاہتا ہے آج جب تمہیں ملے۔ تو اُسے کہنا۔ کہ رات کے وقت فلاں جگہ آجانا۔ میں تمہارا انتظار کرونگی۔

کیچک بڑا خوش ہُوا۔ اُس نے سمجھا۔ میدان مار لیا۔ اور پری شیشے میں اُتار لی۔ جب آدھی رات ہوئی۔ تو وہ خوشی سے

جھومتا جھامتا اُس جگہ پُہنچا۔ جہاں سرندھری نے اُس سے
ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ وہاں سرندھری
نہیں بلکہ میری مَوت بیٹھی ہے۔ اور مَیں بیاہ کرنے نہیں بلکہ مَرنے
جا رہا ہوں۔ وہ تو یہی سمجھتا تھا۔ کہ مَیں آج سرندھری کو بیاہ
پر رضامند کر لوں گا۔ سچ ہے انسان کچھ سوچتا ہے۔ پرماتما کچھ
اور کر دیتا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچا۔ تو اُس نے کیا دیکھا۔ کہ
ایک کونے میں کوئی دبکا کھڑا ہے۔ کیچک نے سمجھا۔ یہ سرندھری
ہے۔ اُس کے پاس جا کر بولا۔ دیکھو! مَیں دولتمند ہوں۔ طاقتور
ہوں اور مجھے تم سے محبّت ہے۔ پھر تم مجھُ سے بیاہ کیوں نہیں
کر لیتی۔ تمہارا خاوند کوئی غریب آدمی ہو گا اُس کا خیال چھوڑ دو۔
بھیم نے اپنی آواز بدل کر جوابدیا۔ بہت اچھّا! مَیں ایسا ہی
کرونگی۔ یہ کہکر اُس نے جھپٹ کر کیچک کا گلا پکڑ لیا۔ اور
اُسے زمین پر گرا لیا۔ اب تو کیچک کے اوسان خطا ہو گئے۔
سمجھا۔ مجھُے دھوکا دیا گیا ہے۔ مگر وہ بُزدل نہیں تھا۔ بڑا
بہادر تھا۔ اور لڑنے مَرنے سے کبھی نہیں ڈرتا تھا۔ کچھ دیر تک

دونوں کی کُشتی ہوتی رہی۔ آخر بھیم نے اُسے اِس زور سے زمین پر مارا۔ کہ اُس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اور اُس کی جان نکل گئی۔ بھیم نے کہا۔ جو کسی غیر عورت پر بُری نظر ڈالتا ہے۔ اُس کی یہی حالت ہوتی ہے۔

دوسرے دن جب محل میں یہ خبر پھیلی۔ تو کُہرام سا مچ گیا۔ اور رانی کو بہت ہی صدمہ ہُوا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ کیچک اُس کا بھائی تھا۔ اُس نے غصّہ میں آکر حکم دیا۔ کہ کیچک کی موت کا باعث یہ عورت سرندھری ہے اس لئے اسے زندہ جلا دیا جائے۔

حکم کی دیر تھی۔ رانی کے نوکروں نے سرندھری کی مشکیں کس لیں۔ اور اُسے جلانے کو لے چلے۔ مگر بھیم کو یہ خبر مل گئی تھی۔ اِس لئے وہ مرگھٹ میں پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ وہاں بھیس بدل کر چھپا کھڑا تھا۔ جب وراٹ کی رانی کے نوکر سرندھری کو لئے ہوئے وہاں پہنچے تو بھیم یکایک شور مچاتا ہُوا اُن کے سامنے آگیا۔ اور آنکھیں نکال نکال کر اُن کی طرف دیکھنے لگا۔ رانی کے نوکروں نے سمجھا۔ کہ بھوت آگیا۔ اِس لئے پاؤں

سر پر رکھ کر بھاگ نکلے اور سرندھری کو وہیں چھوڑ گئے۔ رانی نے کہا یہ عورت بڑی منحوس ہے۔ اِس لئے اسے محل سے نکال دینا چاہیئے۔ مگر سرندھری نے سوچا۔ کہ ابھی تو سال پورا ہونے میں تیرہ[۱۳] دن باقی ہیں۔ میں یہ تیرہ دن کہاں گذارونگی۔ اس لئے اُس نے روتے ہوئے کہا۔ پرماتما کے لئے مجھے تیرہ[۱۳] دن اور یہاں رہنے دو۔ پھر میرے جدھر سینگ سمائینگے۔ چلی جاؤنگی۔

رانی کو اُس پر رحم آگیا۔ اور اُس نے اُسے اپنے محل میں رہنے کی اجازت دیدی ؞

(۳)

اُدھر جب کیچک کے مرنے کی خبر دریودھن کو ملی۔ تو اُس نے وراٹ پر حملہ کر دیا کیونکہ کیچک بڑا بہادر تھا۔ اور اُس کی زندگی میں کسی کو حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ کہ وراٹ پر چڑھائی کرے۔ اب میدان خالی دیکھ کر دریودھن نے حملہ کر دیا۔ وراٹ نے اپنے بھتیجے اُتر کو اُس کے مقابلے میں روانہ کیا۔ ارجن جو ہیجڑے کے لباس میں تھا۔ اور جس کا نام وہاں برہنلا تھا۔ اُتر کے

ساتھ روانہ ہُوا۔ اُتر کا خیال تھا۔ کہ برہنلا کے باعث میرا جی بہلتا رہیگا۔ جب اُس نے لڑائی کے موقعہ پر پہنچ کر دیکھا۔ کہ دریودھن کی طرف سے بھیشم۔ درونا چاریہ اور اُس کا بیٹا اشوتھاما لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ تو وہ گھبرا گیا۔ اور ارجن سے بولا۔ میرا رتھ واپس لے چل۔ مَیں نہیں لڑونگا۔

ارجن نے اُسے بہتیرا حوصلہ دیا۔ مگر اُس نے کہا مَیں نہیں لڑنا چاہتا۔ دیکھتے نہیں ہو۔ دوسری طرف کیسے کیسے بہادر آدمی ہیں۔ کیا مَیں اُن پر فتح پا سکتا ہوں۔

اِسوقت ارجن نے اُس پر اپنا آپ ظاہر کر دیا۔ اور کہا۔ جسے تو بلبھ سمجھتا ہے۔ وہ بھیم ہے۔ جسے کنک سمجھتا ہے۔ وہ مہاراج یدھشٹر ہیں۔ گرنتھک۔ نکل اور تنتری پال سہدیو ہے اور جو داسی رانی کی خدمت کرتی ہے۔ وہ دروپدی ہے۔ اِس لئے تو ذرا خوف نہ کر۔ اور رتھ پر بیٹھا رہ۔ دیکھ مَیں دشمن کا کیا حال کرتا ہوں۔"

یہ سُن کر اُتر کی جان میں جان آئی۔ ارجن نے ایک تیر کمان

میں جوڑ کر ایسے طریقے سے چھوڑا۔ کہ وہ بھیشم اور درونا چاریہ کے پیروں میں جا گرا۔ بھیشم فوراً سمجھ گیا۔ کہ یہ ارجن ہے۔ جس نے اِس طریقہ سے ہمیں پرنام کیا ہے۔ اُس نے یہ بات دریودھن سے کہی۔ دریودھن بولا۔ اگر یہ بات ہے۔ تو انہیں بارہ سال کے لئے پھر جنگلوں میں رہنا ہو گا۔ مگر بھیشم نے کہا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تیرھواں سال ختم ہو چکا ہے۔

اِس کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ ارجن نے اپنے تیروں سے دشمن کی صف میں تباہی برپا کر دی۔ دریودھن کے سپاہی اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے تھے۔ مگر اُن کے کئے کچھ بنتا نہ تھا۔ آخر ارجن کے تیروں سے دریودھن۔ بھیشم۔ درونا چاریہ سب کے سب زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ ارجن نے اُن کے کپڑے اُتار لئے۔ اور واپس چلا گیا۔ جب درونا چاریہ کو ہوش آیا۔ تو وہ بڑا خوش ہُوا۔ اور بولا۔ ارجن میرے شاگردوں میں سب سے بہادر ہے۔ اُس نے میری لاج رکھ لی ہے۔ مجھے اُس پر بڑا فخر ہے۔ اتنے میں پھر تیروں کی برکھا ہونے لگی۔

دریودھن اور اُس کے سب سپاہیوں کو بھاگنا پڑا۔ ورنہ سب کے سب مارے جاتے۔

اب ذرا دوسری طرف کا حال سُنو۔ جب راجہ وراٹ نے سُنا۔ کہ اُس کے بھتیجے اُتّر نے دریودھن اور اُس کے حمائتیوں کو بھگا دیا ہے۔ تو اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ اُس نے کنک سے جو اصل میں یدہشٹر تھا۔ کہا۔ "دیکھو! میرا بھتیجا کیسا بہادر ہے۔ اکیلا ہی دریودھن کو بھگا آیا ہے"

یدہشٹر نے جواب دیا۔ جس کے ساتھ برہنلا ہو۔ اُسے کون جیت سکتا ہے"

وراٹ نے کہا "تو بڑا بے ادب ہے۔ کیا تجھے خیال نہیں کہ تو کس کی بات کاٹ رہا ہے"

اس کے بعد یدہشٹر اور وراٹ جُوا کھیلنے لگے۔ وراٹ نے پھر کہا "میرا اُتّر بڑا بہادر ہے۔ یہ اُس کی پہلی فتح ہے"

یدہشٹر نے پھر جواب دیا "مہاراج! جس کے ساتھ برہنلا ہو۔ اُسے کون جیت سکتا ہے۔ برہنلا بڑا ہی بہادر ہے"

وراٹ نے پھر کہا "تو بڑا گستاخ ہے۔ جو ایک ہیجڑے کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے کیا بہادری دکھائی ہے۔ یہ سب بہادری تو میرے بھتیجے اُتر کی ہے۔ خبردار! اب تیسری دفعہ یہ بات منہ سے نہ کہنا۔ ورنہ تیرا منہ توڑ دونگا۔"

مگر یدہشٹر نے یہی بات تیسری دفعہ پھر کہدی۔ اب وراٹ کیسے ضبط کرتا۔ اُس کے ہاتھ میں جوا کھیلنے کے پانسے تھے وہی اُٹھا کر اُسنے یدہشٹر کے منہ پر دے مارے۔ یدہشٹر کا منہ لہولہان ہوگیا۔ اتنے میں نوکر نے آکر کہا۔ راجکمار اُتر اور برہنلا آئے ہیں۔ وراٹ بڑا خوش ہُوا اور بولا۔ جاؤ دونو کو میرے پاس لے آؤ۔ مگر یدہشٹر ڈر گیا۔ کیونکہ ارجن نے عہد کر رکھا تھا۔ کہ جو شخص یدہشٹر کی بے عزتی کریگا۔ میں اُسے جیتا نہ چھوڑوں گا اس لئے اُس نے نوکر کے کان میں کہدیا۔ کہ ارجن کو اندر نہ آنے دینا۔ ورنہ وراٹ کی خیر نہیں۔ جب اُتر اندر آیا۔ تو وراٹ نے اُسے گلے سے لگا لیا۔ اور کہا۔ تُو بڑا بہادر ہے۔

اُتر کی نگاہ یدہشٹر پر پڑی۔ اُس نے پوچھا۔ انہیں کیا ہُوا

ہے۔

وراٹ نے کہا۔ یہ بڑا گستاخ ہے۔ بار بار اُس ہیجڑے کی تعریف کرتا ہے۔ اور تیری تعریف نہیں کرتا۔ جس نے دریودھن کو بچھاڑا ہے میں نے اسے اِس حرکت کی سزا دی ہے۔

اُتر نے جواب دیا۔ یہ آپ کی بڑی غلطی ہے۔ حقیقت میں مجھے یہ فتح اُسی ہیجڑے کی بدولت حاصل ہوئی ہے۔ جسے آپ برہنلا سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ہیجڑا بہادر ارجن ہے۔ جو اپنی جلاوطنی کا تیرھواں برس یہاں چھپ کر گذار رہا ہے۔ اور یہ کنک مہاراج یدھشٹر ہیں۔

یہ سُنتے ہی وراٹ یدھشٹر کے پیروں میں گر پڑا۔ اور بار بار معافی مانگنے لگا۔ یدھشٹر نے کہا۔ آپ ذرا فکر نہ کریں۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔ آپنے جو کچھ کیا ہے۔ غلطی سے کیا ہے؟

وراٹ نے پوچھا "بھیم۔ دروپدی۔ نکل اور سہدیو کہاں ہیں؟"

یدھشٹر بولا۔ بلبھ بھیم ہے۔ سرندھری دروپدی ہے اور

اصطبل کا داروغہ اور گوالانکل اور سہدیو ہیں۔ ہم سب آپ کے بڑے شکر گذار ہیں۔ کہ یہ ایک سال آپ کے ہاں بسر کیا۔
مگر وراٹ بڑا شرمندہ تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح اپنی بدسلوکی کی تلافی کرے۔ آخر سوچ سوچ کر اُس نے ایک تجویز نکالی۔ ارجن کا ایک بیٹا ابھمنیو بڑا بہادر تھا۔ وراٹ نے اپنی بیٹی اُترا اُس کے ساتھ بیاہ دی۔ جب یہ بیاہ ہُوا۔ تو وراٹ نگر میں بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ اِس بیاہ میں شریک ہونے کے لئے راجہ دروپد۔ سری کرشن۔ بلرام اور کاشی کا راجہ آئے
جب بیاہ ہوچکا۔ تو سب نے مِل کر سوچا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ جس سے پانڈو کا حق اُن کو واپس ملے۔ بہت دنوں تک بات چیت ہوتی رہی آخر فیصلہ ہُوا۔ کہ ایک آدمی دھرت راشٹر کے پاس بھیجا جائے۔ اور وہ وہاں جاکر پانڈو کی وکالت کرے۔ یہ بات کسی طرح کوروؤں کے کان تک بھی جا پہنچی۔ اور اُنہوں نے فوج اکٹھی کرنا شروع کردیا۔ اِدھر راجہ دروپد نے پانڈو کی طرف سے لڑنے کیلئے اپنے رشتہ داروں کو لکھدیا اب تو سب کو یقین ہوگیا۔ کہ لڑائی کے بغیر کام نہ چلیگا

لڑائی کی تیاریاں

(۱)

مگر پھر بھی پانڈو نے اپنا آدمی دھرت راشٹر کے دربار میں بھیج دیا جب اُس نے وہاں پہُنچ کر دھرت راشٹر سے کہا۔ کہ پانڈو نے اپنی شرط پوری کر دی ہے اور تیرہ[۱۳] برس گذر چکے ہیں۔ اب اُن کا راج واپس ملنا چاہیئے۔ تو دھرت راشٹر بڑا خوش ہُوا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ فساد نہ ہو۔ اور مُلک میں امن و امان رہے۔ مگر دریودھن بڑا لالچی تھا۔ اُس نے صاف

صاف کہدیا۔ کہ مَیں اُن کو ایک گاؤں بھی دینے کو تیار نہیں۔ اگر اُن میں ہمّت ہے۔ تو میرے ساتھ لڑائی کر لیں۔ اِس پر وہ آدمی واپس چلا گیا۔ اب یدھشٹر نے ارجن سے کہا۔ کہ تم دوارکا پوری جاؤ۔ اور سری کرشن سے کہو۔ کہ اِس لڑائی میں ہماری مدد کریں۔ جب ارجن وہاں پُہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ دریودھن پہلے ہی وہاں بیٹھا ہے۔ مگر چونکہ سری کرشن سوئے ہوئے تھے۔ اِس لئے دریودھن اُن کے سرہانے پڑی ہوئی کُرسی پر بیٹھ کر اُن کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا۔ ارجن اُن کی پائنتی بیٹھ گیا۔ جب کرشن کی آنکھ کھُلی۔ تو اُنھوں نے ارجن سے کہا۔ کیوں بھائی! کیا خبر ہے؟ اِس پر دریودھن جھٹ بول اُٹھا۔ کہ پہلے مَیں آیا ہوں۔ اِس لئے آپ کو میری مدد کرنی چاہئے۔ سری کرشن نے جواب دیا۔ مَیں نے پہلے ارجن کو دیکھا ہے۔ اِس لئے پہلا حق اُس کا ہے۔ تُم دونو میرے رشتہ دار ہو۔ مَیں دونو کو مدد دینا چاہتا ہوں مگر ارجن چھوٹا ہے۔ اور اُس پر میری نگاہ بھی پہلے پڑی ہے۔ اس لئے

پہلا حق اُس کو دینا چاہیئے۔ کہ دونوں میں سے ایک چیز پسند کرے۔ ایک طرف میں اکیلا ہونگا۔ اور ہتھیار نہ اُٹھاؤں گا نہ لڑوں گا۔ دوسری طرف میری ساری فوج ہوگی۔ بتاؤ؟ ارجن! تُم کیا چاہتے ہو؟"

ارجن نے جھٹ پٹ جواب دیا۔ کہ مجھے فوج نہیں چاہیئے۔ مجھے تو آپ کی ضرورت ہے۔ یہ سُن کر دریودھن کی جان میں جان آئی۔ اُس نے جلدی سے کہا بس ٹھیک ہے۔ میں آپ کی فوج چاہتا ہوں۔

یہ فیصلہ کر کے جب ارجن واپس آیا۔ تو یدھشٹر بڑا خوش ہُوا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ سری کرشن بڑے زبردست۔ بڑے عقلمند۔ بڑے مدبّر اور بال کی کھال نکالنے والے ہیں۔ اور اُن کی ہر ایک بات صداقت میں ڈوبی ہوتی ہے۔ اس لئے جس کی طرف وہ ہونگے۔ اُسی کی فتح ہوگی۔

اب پانڈو نے سوچا۔ کہ ایک دفعہ پھر کوشش کر کے دیکھنا چاہیئے۔ شائد دریودھن مان جائے۔ اور مُفت میں لڑائی نہ

کرنی پڑے۔ فیصلہ ہوا۔ کہ چونکہ سری کرشن بڑے سمجھدار۔ غصہ میں نہ آنے والے۔ اپنے اوپر قابو رکھنے والے۔ صاف تقریر کرنے والے۔ کسی سے نہ ڈرنے والے۔ دھمکی سے بالا۔ لالچ سے پرے ہیں۔ اِس لئے اُن کو سفیر بنا کر دھرت راشٹر کے دربار میں بھیجا جائے۔ سری کرشن نے کہا۔ مَیں چلا تو جاؤنگا۔ اِس میں مجھے اعتراض نہیں۔ مگر مَیں اچھّی طرح سے جانتا ہوں کہ دریودھن کبھی نہیں مانے گا۔ اور یہ لڑائی کبھی نہیں رُکے گی۔ اِس لئے تم اپنی تیاریاں برابر جاری رکھّو۔ اور فوج میں سپاہی بھرتی کرتے جاؤ ×

(۲)

جب سری کرشن ہستناپور پہنچے۔ تو کورو کی طرف سے اُن کے استقبال کی تیاریاں کی گئیں۔ اور اُن کے ٹھہرنے کے لئے اک عالیشان محل سجایا گیا۔ مگر سری کرشن اُس محل میں ٹھہرنے کی بجائے بِدُر کی جھونپڑی میں چلے گئے۔ بِدُر غریب آدمی تھا۔ اُس کا مکان عالیشان محل نہیں بلکہ اک معمولی

جھونپڑا تھا۔ مگر وہ بڑا نیک اور شریف آدمی تھا۔ سری کرشن اُس کی جھونپڑی میں ٹھہرے۔ اور اُنہوں نے وہیں کھانا کھایا۔ دریودھن نے اُنہیں کہا۔ کہ آپ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ مگر سری کرشن نے جوابدیا۔ کہ مَیں اسوقت سفیر ہوں۔ اور سفیر کا فرض ہے کہ جب تک اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو۔ تب تک جس کے پاس آیا ہو۔ اُس کا مہمان نہ ہو۔ دوسرے دن سری کرشن دربار میں گئے۔ سب نے اُٹھ کر تعظیم کی۔ مگر دریودھن کھڑا نہ ہُوا۔ یہ بڑی بے ادبی تھی۔ مگر سری کرشن نے ذرا پروا نہ کی۔ اور کہا۔ اے دھرت راشٹر! مَیں اس لئے آیا ہوں۔ کہ بھائیوں بھائیوں میں صُلح صفائی ہوجائے۔ ورنہ نتیجہ بڑا بُرا ہوگا۔ تُم کو سوچنا چاہیئے۔ کہ جو دوسروں کو دُکھ دیتا ہے۔ اُس کا اپنا بھی بھلا نہیں ہوتا۔ پانڈو بہت تکلیف پاچکے ہیں۔ اِس لئے اب اُن کا راج اُنہیں واپس مِل جانا چاہیئے"

اِس پر دریودھن نے جوابدیا۔ کہ اگر پانڈو نے تکلیف پائی ہے۔ تو اِس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ یدھشٹر کیوں جُوا

کھیلا تھا۔ آخر وہ کوئی نادان بچّہ نہیں تھا۔ سب کچھ سمجھتا سوچتا تھا۔ اب تو مَیں اُسے سوئی کے ناکے جتنی زمین دینے کو بھی تیار نہیں اور جس زمین پر وہ پاؤں ٹکائے کھڑے ہیں وہ بھی اُن سے چِھن جانے والی ہے۔

سری کرشن نے کہا۔ قصور سب تمہارا ہے۔ لاکھ کا محل کس نے بنوایا تھا۔ بھیم کو زہر کس نے دیا تھا۔ شکونی کو جُوا کھیلنے کی ترغیب کس نے دی تھی؟ دروپدی کی بے عزّتی کس نے کی تھی؟ یہ سب کرتوتیں تمہاری ہیں۔ مگر تم پھر بھی یہی رٹ لگائے جارہے ہو۔ کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ بھیشم۔ بدُر۔ درونا چاریہ سب تمہیں سمجھا رہے ہیں۔ مگر تُم کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ذرا سوچو تو سہی۔ اِس کا نتیجہ کیا ہوگا۔“

دریودھن نے ارادہ کیا۔ کہ سری کرشن کو قید کرلے۔ جب یہ بات دھرت راشٹر نے سُنی۔ تو اُسے بڑا غصّہ چڑھا۔ اور اُس نے کہا۔ تُو بیوقوف ہے۔ جو کرشن کو قید کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ شائد تجھے معلوم نہیں۔ کہ سری کرشن کا نام

سُن کر ساری دُنیا کانپ اُٹھتی ہے۔"

بہت بحث مباحثہ کے بعد سری کرشن واپس چلے گئے۔ دریودھن نے کوئی بات منظور نہ کی۔ اب صاف ظاہر تھا۔ کہ لڑائی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کورو اور پانڈو دونوں فوجیں جمع کرنے لگے۔

آخر لڑائی شروع ہوئی۔ دریودھن نے اپنی فوجوں کا سپہ سالار بھیشم پتامہ کو بنایا۔ جو بڑا بہادر سپاہی تھا۔ اور جس کے مقابلے میں ارجن کے سوائے کوئی بھی نہ آتا تھا۔ اُس نے دریودھن سے صاف صاف کہدیا کہ مَیں نے تمہارا نمک کھایا ہے۔ اِس لئے مَیں تمہاری طرف سے لڑوں گا ضرور مگر پانڈوؤں میں سے کسی کو بھی قتل نہ کروں گا۔ اور ایک اور بات بھی ہے۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ کسی عورت پر کبھی ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ پانڈو کی فوج میں ایک آدمی شکھنڈی ہے۔ اُس کی شکل صورت بالکل عورتوں کی سی ہے۔ اگر وہ میرے مقابلہ پر آگیا۔ تو مَیں اُس پر کبھی ہتھیار نہ اُٹھاؤنگا۔ خواہ وہ مجھے قتل ہی کیوں نہ

کردے۔ اگر تجھے یہ دونو شرطیں منظور ہیں۔ تو مجھے سپہ سالار بنا۔ ورنہ یہ کام کسی اور کے سپرد کر۔

دریودھن بڑا چکرایا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ بھیشم کے ساتھ مقابلہ کرنے والا پانڈو کی طرف ایک بھی نہیں۔ اُسے امید تھی۔ کہ بھیشم ہی کے ہاتھ سے ارجن مارا جائیگا۔ جب اُس نے بھی جواب دیدیا۔ تو اُسے بڑی مایوسی ہوئی۔ مگر کیا کرسکتا تھا۔ خاموش ہو رہا۔ بھیشم نے فوج کی کمان سنبھالی۔ اور اُسے مختلف حصّوں میں تقسیم کیا۔ جب سُورج نکلا۔ تو دونو فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ لڑائی کا شنکھ بجا۔ اور بہادر سپاہیوں نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لئے ؛

(۳)

سری کرشن نے عہد کیا تھا۔ کہ مَیں ہتھیار نہ اُٹھاؤنگا اِس لئے اُنھوں نے ارجن کا رتھ بان بننے کا فیصلہ کیا۔ یہ سُن کر ارجن بہت خوش ہُوا۔ اور اُسے یقین ہوگیا۔ کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ لڑائی کے پہلے دن ارجن نے سری کرشن سے کہا۔ مہاراج!

آپ مجھے ایسی جگہ لے چلیں۔ جہاں سے مَیں دونو فوجوں کو اچھی طرح دیکھ سکوں۔ سری کرشن نے رتھ آگے بڑھایا۔ اور اُسے دونو فوجوں کے درمیان لے جاکر کھڑا کر دیا۔ ارجن نے چاروں طرف دیکھا اور مایوس ہو کر کہا۔ مہاراج! میری طبیعت لڑنے سے بیزار ہو گئی ہے ذرا دیکھئے تو سہی۔ اُن میں سے کوئی میرا رشتہ دار ہے۔ کوئی گورو۔ کوئی پروہت ہے۔ کوئی اُستاد۔ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا۔ مَیں اُن پر کس طرح ہاتھ اُٹھا سکتا ہوں۔ اُس راج پر لعنت ہے۔ جو اِس طرح اپنے رشتہ داروں کو مار کر حاصل کیا جائے۔ اِس سے تو یہی بہتر ہے کہ مانگ کر گذارہ کر لیا جائے۔ زندگی تو کسی نہ کسی طرح بسر ہو ہی جائے گی۔ پھر یہ گُناہ کمانے سے کیا حاصل؟

سری کرشن نے کہا۔ ارجن! کیا تیرا خیال ہے۔ کہ یہ تیرے جو رشتہ دار ہیں۔ تو اُن کو مار سکتا ہے اور وہ تجھ سے مارے جا سکتے ہیں۔ اگر تیرا یہ خیال ہے۔ تو تُو غلطی پر ہے۔ انسان کو نہ کوئی مار سکتا ہے۔ نہ مار سکے گا۔ ہر ایک آدمی اپنے کرموں کی

بدولت مرتا ہے۔ اور پھر پیدا ہوتا ہے۔ اِس لئے آدمی کو چاہئیے۔
کہ دھرم پر چلے۔ اور اِس بات کی پروا نہ کرے۔ کہ اِس کا نتیجہ
کیا ہوتا ہے۔ اِس بات کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے۔ یہ فیصلہ تو پرمیشور
ہی کر سکتا ہے۔ اور ذرا اِس بات کا تو دھیان کر۔ کہ اگر تو اسوقت
پیچھے ہٹ گیا۔ تو اِس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دریودھن بڑا ظالم اور
لالچی ہے۔ لالچ ہی کی بدولت وہ تم بھائیوں کو تمہارا حصّہ
نہیں دیتا۔ اب اگر تم چُپ ہو رہے۔ تو اُسے اور بھی دلیری
ہو جائیگی۔ اور پھر تو وہ یہ سمجھنے لگے گا۔ کہ یہ مجھ سے ڈرتے
ہیں۔ اِسی لئے تو چُپ ہو رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ نہ
صرف تم بھائیوں پر ظلم کرے گا۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی
ستانے پر کمر باندھ لیگا۔ اب ذرا سوچ۔ کہ اِس سب بُرائی
کا جواب دہ کون ہوگا۔ تو کہے گا۔ دریودھن۔ مگر یہ ٹھیک
نہیں ہے۔ تو بھی اِس گُناہ کا جواب دہ ہوگا۔ کیونکہ تو نے ایک
ایک پاپی کو سزا نہیں دی۔ اِس لئے ایسے خیالوں کو چھوڑ دے
اور اپنا تیر کمان سنبھال کر لڑنے کے لئے کھڑا ہو جا۔ ورنہ

دُنیا سمجھے گی۔ کہ ارجن بڑا بُزدل تھا۔ جو لڑائی سے بھاگ نکلا"
سری کرشن نے ارجن سے اور بھی بہت سی باتیں کہیں۔ یہ سب باتیں بڑے کام کی ہیں۔ اور ایک الگ کتاب گیتا میں لکھّی ہیں۔ یہ گیتا بازار میں عام بکتی ہے۔ امریکہ اور یُورپ کے بڑے بڑے لائق آدمی اِسے پڑھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سچ مچ سری کرشن بڑا عقلمند اور سمجھدار آدمی تھا۔ ابھی تم چھوٹے ہو۔ اِس کتاب کو نہیں سمجھ سکو گے۔ جب بڑے ہو جاؤ۔ تو ضرور پڑھنا۔ اِس سے تم کو زندگی اور مَوت کے بارے میں عجیب عجیب باتیں معلوم ہونگی۔ جب یہ باتیں ارجن نے سُنیں۔ تو اُس کے شک دُور ہو گئے۔ اور وہ لڑنے کو تیار ہو گیا۔

(۴)

اب ایک اور بات سُنو۔ جب دونو فوجیں لڑنے کو تیار تھیں تو یدہشٹر نے کیا کیا۔ اُس نے اپنے ہتھیار زمین پر رکھ دئے زرہ بکتر (لوہے کا لباس) اُتار دیا۔ اور رتھ سے اُتر کر

ارجن اور دریودھن سری کرشن کے حضور میں

کورو کی فوج کی طرف روانہ ہُوا۔ یہ دیکھ کر پانڈو کی فوج کے سب آدمی گھبرا گئے۔ اُنہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ یدھشٹر ڈر گیا ہے۔ اور لڑائی بند کرنے کے لئے دریودھن کے پاس جا رہا ہے۔ ارجن نے بھی یہی سمجھا اور رتھ سے کُود کر پُوچھا۔ بھائی صاحب! آپ کہاں جا رہے ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اُن کے آدمی زیادہ ہیں تو کیا ہُوا۔ دھرم ہماری طرف ہے۔ ہم نے کوئی گُناہ نہیں کیا۔ اِس لئے ہمیں کبھی شکست نہیں ہوسکتی۔ اور ایک اور بات بھی ہے۔ سری کرشن ہمارے مددگار ہیں۔ ایسی حالت میں کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ دریودھن جیت جائے۔ اِس لئے آپ ذرا نہ گھبرائیں اور اطمینان سے چل کر لڑیں۔ مگر یدھشٹر نے اِن باتوں کی ذرا بھی پروانہ کی۔ اور دریودھن کے لشکر کی طرف بڑھتا گیا دریودھن یہ دیکھ کر بڑا خوش ہُوا۔ اور ہنس کر کہنے لگا۔ دیکھ لو یدھشٹر ڈر گیا ہے۔ اور مجھ سے معافی مانگنے آیا ہے۔ اُسے کیا پتہ تھا۔ کہ یدھشٹر کا کچھ اور ہی مطلب ہے؟

اتنے میں یدہشٹر بھیشم پتامہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس کے پاؤں چھُو کر بولا۔ مہاراج! آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ اِس لئے مَیں آپ سے لڑائی کی اجازت لینے آیا ہوں۔ اور آپ سے یہ بھی درخواست ہے۔ کہ آپ ہمارے حق میں دُعا کریں تاکہ ہمیں اِس جنگ میں کامیابی حاصل ہو۔

یہ سُن کر بھیشم بڑا خوش ہُوا۔ اور بولا۔ اے یدہشٹر! میری طرف سے تجھے لڑائی کی اجازت ہے۔ اور میں تجھے دُعا دیتا ہوں۔ کہ پرماتما تجھے فتح یاب کرے۔ مَیں جانتا ہوں۔ کہ تو جو کچھ کر رہا ہے۔ درست کر رہا ہے۔ یہ لڑائی کرنے میں دریودھن نے غلطی کی ہے۔ مَیں تیری طرف سے لڑنا چاہتا تھا۔ مگر کیا کروں۔ مَیں نے دریودھن کا نمک کھایا ہے۔ اِس لئے نمکحرام کیسے بن جاؤں۔ ہاں یہ میری دلی خواہش ہے کہ تُو جیت جائے اور اپنا راج حاصل کرے۔

یدہشٹر نے پوچھا۔ مہاراج! مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے۔ جو اِس لڑائی میں میرے کام آئے۔ اور جس سے ہمیں فتح حاصل ہو۔

بھیشم نے جواب دیا۔ جب تک مَیں زندہ ہوں۔ تب تک تمہاری فوج کبھی نہیں جیت سکتی۔ نہ تمہاری فوج میں کوئی ایسا سوربیر ہے جو مجھے مار سکے۔ ہاں ایک بات ضرور ہے۔ اگر میرے سامنے کوئی عورت یا عورت کی شکل صُورت والا مرد کھڑا ہوجائے تو مَیں اُس پر ہتھیار نہ اُٹھاؤں گا۔ کیونکہ یہ مَیں نے عہد کر رکھا ہے۔ بہادر مرد عورت پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا۔ ایسا مرد مجھے مار سکے گا دوسرا کوئی نہ مار سکے گا۔"

اِس کے بعد یدھشٹر درونا چاریہ کے پاس آیا جو یدھشٹر کا گورو تھا۔ اور لڑائی کے کام میں بڑا بہادر تھا۔ اِس سے بھی یدھشٹر نے لڑنے کی اجازت اور فتح کی دُعا مانگی اور پھر کرپا چاریہ کے پاس گیا۔ یہ بھی براہمن تھا۔ اور لڑنے مرنے کے لئے ہر دم تیار رہتا تھا۔ اِس نے بھی یدھشٹر کو دُعا دی۔ کہ جاؤ اپر ماتما تمہیں فتح دیگا اور تمہارے دل کی مُراد پوری ہوگی۔

اِن سب بزرگوں کی دُعائیں لے کر یدھشٹر اپنے لشکر میں واپس آیا۔ اور آتے ہی بولا۔ اب لڑائی شروع کردو۔

چھٹا باب

بھیشم کی موت

(۱)

جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو بھیشم شیر کی طرح دھاڑتا ہُوا میدان میں آیا۔ اور پانڈوں کی فوج کو مولی گاجر کے مانند کاٹنے لگا۔ وہ جدھر جاتا تھا۔ صفوں کی صفیں خالی ہو جاتی تھیں۔ اُس کے سامنے کون کھڑا ہو سکتا تھا۔ ارجن جیسا بہادر بھی اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ پہلے ہی دن وراٹ کا لڑکا اُترا مارا گیا۔ اُس کی موت کی خبر سُن کر اُس کے بڑے بھائی

سویت کو بڑا غصہ چڑھا۔ اور وہ جوش میں آکر بھیشم کو ڈھونڈنے لگا۔ مگر بھیشم کے سامنے اُس بیچارے کی کیا حقیقت تھی۔ شام کے وقت وہ بھی قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پہلے دن کی لڑائی بند ہو گئی۔

اِس کے بعد کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ بھیشم کے تیروں نے پانڈو کی فوج میں ہلچل ڈالدی۔ ایک دو دفعہ ارجن اور بھیشم آمنے سامنے بھی ہو گئے۔ مگر بھیشم کو مارنا آسان نہ تھا۔ ارجن کی کوئی پیش نہ گئی۔ پہلے آٹھ دنوں میں پانڈو کے دس ہزار سپاہی روز مر جاتے تھے۔ اِس حساب سے آٹھ دن میں اسی ہزار سورما ہلاک ہو گئے۔ یہ اسی ہزار کی تعداد معمولی تعداد نہیں۔ ارجن اور سری کرشن کو بڑا فکر ہوا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ اُدھر بھیشم کی قوّت میں کمی نہ ہوتی تھی۔ آخر سوچ سوچ کر فیصلہ کیا گیا۔ کہ دوسرے دن شکھنڈی کو بھیشم کے سامنے کر دیا جائے۔ شکھنڈی کی شکل و صورت مردوں کی سی نہیں بلکہ عورتوں کی سی تھی۔ اِس لئے بھیشم

اُس سے لڑائی نہ کر سکتا تھا۔ سری کرشن نے یہ تجویز پسند کی اور اِس کے ساتھ ہی یہ بھی رائے دی۔ کہ جب شکھنڈی بھیشم کے سامنے کھڑا ہو جائے اور جب بھیشم اُس کے ساتھ لڑنے سے انکار کر کے ہتھیار پھینک دے تو ارجن شکھنڈی کے پیچھے کھڑا ہو کر بھیشم پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دے۔

(۲)

چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی کیا گیا۔ اُس دن پانڈوں کے لشکر کی کمان شکھنڈی کے ہاتھ میں تھی۔ بھیشم حسب معمول گرجتا ہوا آیا اور پانڈو کی فوج میں ہلچل مچ گئی۔ ارجن کچھ دیر تک یہ دیکھتا رہا۔ مگر آخر شکھنڈی سے بولا۔ تو اپنا تیر کمان سنبھال کر بھیشم کے مقابل میں کھڑا ہو جا۔ اِس طرح سے تو یہ شخص ہماری ساری فوج کو ہلاک کر دیگا۔ شکھنڈی یہ سن کر ڈر گیا۔ مگر جب اُسے یہ پتہ لگا۔ کہ بھیشم مجھ پر حملہ نہ کرے گا۔ تو اُسے تسلّی ہو گئی۔ اور وہ بے خوفی سے بھیشم کے سامنے چلا گیا۔ اور اُسے للکار کر بولا۔ کہ اے بھیشم! تو نے

چند دن سے بہت تباہی برپا کر رکھی ہے۔ آج ذرا میرے سامنے بھی آ۔ اور اپنی طاقت کا امتحان کر۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک تیر بھیشم کے سینہ پر مارا۔ بھیشم نے جب اُسے دیکھا تو مُسکرا کر ہتھیار زمین پر رکھدئے۔ اور آہستہ سے کہنے لگا۔ مَیں نے عہد کیا ہے کہ کسی عورت پر یا کسی ایسے مرد پر جس کی شکل عورتوں کی سی ہوگی۔ ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ تیری شکل بالکل عورتوں سے مِلتی جُلتی ہے۔ اِس لئے مَیں تجھ پر ہتھیار نہیں چلا سکتا۔ تُجھے جو کچھ کرنا ہو کرلے۔ یہ سُن کر شکھنڈی کو بڑا غصّہ آیا۔ اُس نے بھیشم کو تیر پر تیر مارنا شروع کیا۔ بھیشم تیر کھاتا جاتا تھا اور مُسکراتا جاتا تھا۔ جیسے یہ تیر اُس کے لئے کھیل ہوں۔ لوگ حیران تھے۔ دریودھن چاہتا تھا۔ کہ شکھنڈی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مگر بھیشم نے اشارہ سے منع کر دیا۔ اِسی طرح بہت سا وقت گذر گیا۔ شکھنڈی تیر مار مار کر تھک گیا۔ مگر بھیشم کے چہرے پر شکن نہ تھا۔ نہ اُسے کوئی زخم آیا۔ آخر سری کرشن نے ارجن کو اشارہ سے کہا۔

کہ تُو شکھنڈی کے پیچھے ہو کر بھیشم کو تیر مار۔ اگر سری کرشن
یہ نہ کہتے۔ تو شکھنڈی تھک کر بھاگ جاتا اور بھیشم پھر اُسی
طرح تباہی برپا کر دیتا۔ جنگ میں ایسی باتیں کرنی ہی پڑتی
ہیں۔ پس ارجن نے شکھنڈی کے پیچھے چھپ کر بھیشم کے
سینہ پر تیر مارا۔ بھیشم پہلے ہی تیر سے سمجھ گیا۔ کہ یہ ارجن کے
ہاتھ کا تیر ہے۔ ورنہ شکھنڈی میں ایسی طاقت کہاں ہے؟
مگر اُس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ اور اُسی طرح بے پروائی
سے کھڑا مسکراتا رہا۔ ارجن نے تیر پر تیر مار کر بھیشم کا جسم
چھلنی کر دیا اب بھیشم کھڑا نہ رہ سکا اور بے ہوش سا ہو کر
زمین پر گر پڑا +

(۳)

کہتے ہیں۔ ارجن کے کئی تیر زمین میں کھب گئے تھے بھیشم
اُن تیروں پر گرا۔ مگر اُس کا سر نیچے لٹک رہا تھا بھیشم کے
گرتے ہی اُس دن کی لڑائی بند ہو گئی۔ اور دو نو فوجیں اور
اُن کے سردار اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ دریودھن کو اِس

واقعہ سے بڑا صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ اس کے بغیر اور کوئی بہادر ایسا نہیں جو ارجن کو شکست دے سکے بھیشم کو جب ہوش آیا۔ تو اُس نے آہستہ سے کہا۔ کہ میرے سر کے نیچے کوئی تکیہ رکھدو۔ یہ سُنتے ہی دریودھن کے نوکر بھاگے بھاگے گئے۔ اور کئی قسم کے نرم اور ملائم تکئے لے آئے۔ مگر بھیشم نے کہا۔ مجھے ایسے تکئے کی ضرورت نہیں جو بہادر تیروں کے بستر پر لیٹا ہو۔ اُسے تکیہ بھی اُسی قسم کا چاہئے یہ کہہ کر بھیشم نے ارجن کی طرف دیکھا۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔ ارجن نے تین تیر بڑے زور سے زمین میں مارے۔ یہ تیر زمین میں اس طرح کھُب گئے۔ کہ بھیشم کے سر کے نیچے ایک تکیہ سا بن گیا اِس پر بھیشم نے خوش ہو کر کہا۔ اے ارجن تُو واقعی چھتری ہے۔ میں تجھ سے بڑا خوش ہوں۔

اِس کے بعد اُس نے دریودھن سے کہا۔ اب میں نے اپنا فرض پُورا کر دیا ہے۔ اِس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔

کہ مَیں بُزدل ہوں یا جنگ سے ڈرتا ہوں۔ پھر بھی میں تجھے یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تُو لڑائی بند کر دے۔ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صُلح کر لے۔ ورنہ یاد رکھ۔ تیرا بھلا نہ اِس دُنیا میں ہوگا۔ نہ دوسری دُنیا میں۔

اگر دریودھن کچھ بھی سمجھدار ہوتا۔ تو اِس نصیحت کو فوراً مان لیتا۔ مگر اُس نے اِس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور کہا۔ مہاراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اب تو یا ہم جئیں گے یا پانڈو۔ دونو کا زندہ رہنا بڑا مشکل ہے۔ اِس کے بعد اُس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ کہ ان کے پاس رہو اور زخموں پر مرہم وغیرہ لگاؤ۔ مگر بھیشم نے کہا۔

نہیں بھئی! اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ ابھی مرونگا بھی نہیں کیونکہ جب تک سورج اُترائن میں نہیں چلا جاتا۔ تب تک مَیں مرنا نہیں چاہتا۔ اِس حساب سے مجھے ابھی پُورے پچاس دن زندہ رہنا چاہیئے۔ نیک دل ارجن اور یدہشٹر!

اِس بات کا ذرا خیال نہ کرو کہ میری مَوت تمہارے ہاتھوں سے ہوئی ہے۔ جنگ میں ایسی باتوں کا خیال کرنا بڑی بیوقوفی ہے۔ مَیں تُم پر ذرا بھی خفا نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے مَرنے سے پہلے پہلے اِس لڑائی کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اور تیری فتح ہو چکی ہوگی۔ اُسوقت میرے پاس ضرور آنا۔ مَیں تُم سے کچھ خاص خاص باتیں کہوں گا ٭

(۴)

اب دریودھن کے لشکر میں یہ سوال اُٹھا۔ کہ فوج کی کمان کس کے سپرد کی جائے۔ دریودھن نے کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ ہماری فوج میں کرن سب سے بہادر ہے اور وہی ارجن کے ساتھ لڑ سکتا ہے۔ اِس لئے کرن ہی کو سپہ سالار بنانا چاہیئے۔ دریودھن کا کہا کون موڑ سکتا تھا۔ سب نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ مگر کرن نے کہا۔ یہ آپ لوگوں کی غلطی ہے مَیں لاکھ بہادر ہوں۔ مگر پھر بھی میرا گورو مجھ سے بہادر ہے اور مَیں اُس کے زندہ رہتے اِس عُہدے کو کبھی قبول نہیں

کرسکتا۔ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ درونا چاریہ کو سپہ سالار مقرر کیا جائے۔

یہ بات دریودھن کے دل کو لگی۔ اُس نے اُسی وقت اعلان کر دیا کہ کل فوج کا سپہ سالار درونا چاریہ ہوگا۔ درونا چاریہ یہ سُن کر بولا۔ اے دریودھن! مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر یدھشٹر کو گرفتار کر لیا جائے۔ تو ارجن کو مارنا آسان ہو جائیگا۔ اِس لئے مَیں سب سے پہلے یدھشٹر کو گرفتار کر دوں گا

دریودھن نے یہ تجویز بہت پسند کی اور اُسے یقین ہو گیا کہ فتح مجھے ہی نصیب ہو گی۔ مگر اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ اُس کی قسمت میں کچھ اور ہی لکھا ہے۔

ساتواں باب

ابھیمنیو کی بہادری

(۱)

یہ خبر صُبح سے پہلے پہلے ارجن کو مل گئی۔ اور اُس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ مَیں یدھشٹر کو کسی بھی طرح دشمن کے ہاتھ نہ پڑنے دونگا۔ درونا چاریہ نے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی۔ کہ کسی طرح یدھشٹر کو گرفتار کر لے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔

آخر ہار کر تیرھویں دن درونا چاریہ نے اپنی فوج کو اک

خاص قلعہ کی صورت میں مرتب کیا۔ اُس دن ارجن لڑتے
لڑتے بہت دُور نکل گیا تھا۔ اور ارجن کے سوائے کسی کو علم نہ تھا۔
کہ اس طرح کے قلعے کو کس طرح توڑا جاتا ہے۔ اب اگر قلعہ نہ
توڑا جاتا۔ تو پانڈو کا سارا لشکر مارا جاتا۔ یدھشٹر بڑا حیران
ہُوا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ یہ دیکھ کر ارجن کا
بیٹا ابھیمنیو بولا۔ آپ حیران نہ ہوں۔ میں اس قلعہ میں جا سکتا
ہوں اور اِسے توڑ سکتا ہوں۔ یدھشٹر نے اُس کی چھوٹی عمر دیکھ کر
جواب دیا۔ نہیں بیٹا تُم ابھی چھوٹے ہو۔ تم ایسا کام ہرگز نہیں
کر سکو گے۔ مگر ابھیمنیو نے اصرار کیا اور ہتھیار باندھ کر اُس
سپاہیوں کے قلعہ میں گھُس گیا۔ اُس کی بہادری کو جو جو دیکھتا
تھا۔ عش عش کرتا تھا۔ درونا چاریہ نے کہا۔ کیوں نہ ہو آخر
بہادر ارجن کا بیٹا ہے۔ اُس کے سامنے جو جو آتا تھا۔ وہ
اُسے ہٹاتا اور گراتا ہُوا آگے بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ
وہ قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ اور تلوار گھماتا ہُوا للکارنے لگا۔ کہ
جس ماں کے بیٹے میں ہمت ہو۔ میرے سامنے آ جائے۔

(۲)

عین اسی وقت سات سپاہی اُس لڑکے پر ٹوٹ پڑے۔ اور یہ سات سپاہی بھی کوئی معمولی سپاہی نہ تھے۔ بڑے بہادر اور دلیر تھے اُن کو دیکھ کر بہادر ابھیمنو نے کہا۔ جنگ کا یہ قاعدہ نہیں۔ کہ ایک آدمی پر سات آدمی حملہ کر دیں۔ اگر تم چھتری ہو۔ اور تمہیں اپنے بازوؤں پر بھروسہ ہے۔ تو ایک ایک کرکے آجاؤ۔ تاکہ تمہیں پتہ لگ سکے۔ کہ شیر کا چھوٹا بیٹا بھی کیسی دلیری اور بیخوفی سے موت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ابھیمنو کا یہ کہنا بالکل درست تھا مگر اُن دغابازوں نے ذرا خیال نہ کیا۔ اور ایک ہی وقت میں سب نے مل کر اُس بہادر بچے کو گھیر لیا۔ پیارے بچو! ذرا خیال کرو اور سوچو کہ کہاں ایک لڑکا اور کہاں سات سپاہی۔ اُس نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی۔ مگر آخر ایک سپاہی جیدرتھ نے اُسے قتل کر دیا۔

شام کے وقت ارجن کو یہ خبر ملی۔ اُسے ابھیمنو سے بڑا

پیار تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا۔کہ یہ بڑا ہو کر کمال کا بہادر نکلے گا۔
اُس کی موت کی خبر سُن کر ارجن بے ہوش ہو گیا۔اور بہت دیر
تک بیہوش پڑا رہا جب اُسے ہوش آیا۔تو اُس نے قسم کھا کر
عہد کیا۔کہ کل شام سے پہلے پہلے میں جیدرتھ کو قتل کر دونگا۔
اور اگر یہ کام مجھ سے نہ ہو سکا۔تو میں خود آگ میں جل مروں گا۔
جب یہ خبر دریودھن اور درونا چاریہ کو ملی۔تو وہ بڑے خوش
ہوئے۔کیونکہ جیدرتھ کو ایک دن کے لئے چھپا رکھنا کونسی
مُشکل بات تھی۔اُنہوں نے فیصلہ کر لیا۔کہ دوسرے دن
جیدرتھ کو سب سے پیچھا رکھا جائے۔اور ارجن کے رتھ کو
روکنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔اُدھر دوسری
طرف سری کرشن نے ارجن سے کہا کہ میں تمہیں جیدرتھ کے
سامنے لے چلوں گا۔تم ذرا فکر نہ کرو۔تمہارا اقرار ضرور
پُورا ہو گا۔چنانچہ دوسرے دن کی لڑائی بڑی سخت تھی۔کیونکہ
ارجن کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔سری کرشن رتھ کو
آندھی کے مانند اُڑائے پھرتے تھے۔تاکہ کسی طرح جیدرتھ

تک پہنچ جائیں۔ دوسری طرف درونا چاریہ بار بار ارجن کے رتھ کا رستہ روک لیتا تھا۔ تاکہ کسی طرح دن گذر جائے۔ اور ارجن آگ میں جل مرے ✢

(۳)

آخر شام سے کچھ دیر پہلے ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور ایسا معلوم ہُوا۔ گویا سُورج غروب ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر دریودھن اور اُس کے آدمی بڑے خوش ہوئے۔ جیدرتھ بھی باہر نکل آیا۔ اور ارجن کے سامنے آن کر کھڑا ہو گیا۔ اب اُسے کس کا خوف تھا۔ ارجن بار بار دانت پیستا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کاش تو ایک دو گھنٹہ پہلے میرے ہاتھ آجاتا۔ تو میرے دل کے ارمان نکل جاتے۔ جیدرتھ بڑھ بڑھ کر شیخیاں مارنے لگا۔ اور بولا۔ اب کیا کہتے ہو۔ زندہ آگ میں جل مرو۔ ارجن بڑا بہادر تھا۔ اور زبان کا سچّا تھا۔ اُس نے اُسی وقت حکم دیا۔ کہ چتا طیار کرو۔ میں ابھی جل مرونگا۔ اسوقت جیدرتھ بڑا خوش ہو رہا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ

ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ بلکہ قدرت نے مجھے دھوکا دیکر موت کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ چنانچہ اِدھر چِتا تیار ہوئی۔ اور اُس میں آگ لگائی گئی۔ اُدھر آسمان کے بادل منتشر ہو گئے۔ اور سورج چمکتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ یہ دیکھ کر پانڈو کے مُردہ جسموں میں جان پڑ گئی۔ ارجن نے آسمان کی طرف دیکھ کر تیر کمان میں جوڑا۔ اور جیدرتھ کے سینہ کو نشانہ بنا دیا۔ پرماتما کی قدرت عجیب ہے۔ جو ابھی ہنس رہا تھا وہ زمین پر لوٹنے لگا۔ اور جو مرنے کو تیار تھا۔ وہ خوشی سے اُچھلنے کُودنے لگا۔ اِس طرح بہادر ارجن نے اپنے بیٹے کی موت کا بدلہ لیا اور اپنے اقرار کو پورا کیا ۰

(۴)

اب پانڈو نے یہ سوچا۔ کہ درونا چاریہ کو کس طرح مارا جائے۔ کیونکہ یہ بھی بڑا بہادر اور دلیر تھا۔ سری کرشن بڑے لائق اور سمجھدار تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ درونا چاریہ کو کسی چال سے مارنا چاہئے۔ ورنہ اُس کا مرنا بڑا مشکل ہے۔

ارجن نے پُوچھا۔ کوئی طریقہ بتائیے۔ تاکہ درونا چاریہ مارا جائے اور ہماری فتح کی منزل آسان ہو۔ سری کرشن نے جواب دیا۔ کہ اگر کسی طرح درونا چاریہ کا بیٹا اشوتھاما مارا جائے تو درونا چاریہ اُس کے غم میں لڑنا چھوڑ دیگا۔ اُسوقت اُس کا مارنا ذرا بھی مُشکل نہ ہوگا۔ یہ بات سب کے دل میں بیٹھ گئی۔ دوسرے دن جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو دوپہر کے وقت شور مچ گیا۔ کہ اشوتھاما مارا گیا ہے۔ ہوتے ہوتے یہ خبر یدھشٹر کے کانوں تک بھی جا پہنچی۔ اب اصل بات یہ تھی۔ کہ پانڈو کی فوج میں ایک ہاتھی کا نام بھی اشوتھاما تھا۔ اُس دن وہی مارا گیا تھا۔ اُسی کی خبر دونوں لشکروں میں پھیل گئی تھی۔ جب یہ خبر درونا چاریہ نے سُنی۔ تو اُس کا حوصلہ ٹُوٹ گیا۔ مگر اُسے اِس خبر پر یقین نہ ہوتا تھا۔ آخر وہ یدھشٹر کے پاس پہنچا۔ اور اُس سے پوچھا۔ کہ کیا یہ سچ ہے کہ اشوتھاما مارا گیا ہے۔ یدھشٹر بڑا نیک دل تھا۔ اور ہمیشہ سچ بولا کرتا تھا۔ اِس لئے درونا چاریہ کو یقین تھا۔ کہ یہ کبھی جھوٹ نہ بولے گا۔ درونا چاریہ

کا سوال سُن کر یدہشٹر نے جواب دیا۔ کہ یہ سچ ہے کہ اشوتھاما مارا گیا ہے۔ تمہارا بیٹا اشوتھاما یا ہاتھی اشوتھاما۔ اِس کے بارے میں مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہاں پانڈوؤں نے ایسی چال چلی۔ کہ جب تک یدہشٹر پہلا فقرہ بولتا رہا۔ تب تک تو خاموش رہے۔ لیکن جب اِس کے بعد یہ کہنے لگا۔ کہ تمہارا بیٹا اشوتھاما یا ہاتھی اشوتھاما۔ اُسوقت باجے بجوادئے۔ اور باجوں کے شور میں یہ الفاظ درونا چاریہ نہ سُن سکا۔ اُسے بیٹے سے بڑی محبّت تھی اُس کی موت کی خبر سُن کر اُس نے ایک آہ ماری اور زمین پر بیٹھ گیا۔ اِسوقت ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر اُس کی گردن پر تلوار رکھدی۔ ارجن نے بہتیرا کہا۔ کہ یہ ہمارے گورو ہیں۔ اِن کو مارنے کی ضرورت نہیں۔ زندہ گرفتار کر لو۔ مگر اُس سپاہی نے ان لفظوں کی ذرا پروا نہ کی اور درونا چاریہ کا سر کاٹ دیا +

(۵)

جب یہ بات اشوتھاما کو معلوم ہوئی۔ اور جب اُسے پتہ لگا

کہ میرے باپ کو دھوکے سے مارا گیا ہے۔ تو اُس نے کہا۔ اس سب فساد کی جڑ کرشن ہے۔ میں اُسے ہی ہلاک کر دوں گا۔ مگر سری کرشن کو ہلاک کرنا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ ایک تو وہ خود ہی بڑے بہادر اور جانباز تھے۔ دوسرے اُن کی حفاظت کرنے والا ارجن تھا جس کے تیروں کے سامنے ٹھہرنا کسی بہادر ہی کا کام تھا۔ دریودھن بھیشم اور درونا چاریہ کی موت سے بڑا مایوس ہو چکا تھا۔ جب اُس نے سُنا کہ اشوتھاما سری کرشن کو مارنے پر تُلا ہُوا ہے۔ تو اُس کی مایوسی کسی حد تک دُور ہو گئی۔ اور اُس نے سوچا۔ کیا عجب ہے۔ کہ باپ کے غم میں دیوانہ ہو گیا ہُوا یہ لڑکا سری کرشن کا کام تمام کر دے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ سری کرشن کی حفاظت کرنے والا خود ارجن تھا اِس لئے اُس کی ساری کوششیں ناکامیاب ہوئیں۔ اور سری کرشن کو مارنے کا خیال پُورا نہ ہو سکا۔ اُسے ایک تو باپ کی موت کا رنج تھا۔ دوسرے اپنا قول پُورا نہ کر سکنے پر شرمندگی تھی۔ اِس لئے وہ فوج چھوڑ کر

جنگل میں بھاگ گیا۔ اور وہاں اک جھونپڑا بنا کر رہنے لگا۔
مگر اِس کے باوجود ارجن کو اپنے بیٹے ابھیمنو کی مَوت نہ بھُولتی
تھی۔ اُس نے اُس کے عوض جیدرتھ کو قتل کر دیا تھا۔ اور
اِس کے ساتھ ہی درونا چاریہ بھی مارا گیا تھا۔ مگر اِس سے
کیا اُس کا مَرا ہُوا بیٹا زندہ ہوسکتا تھا۔ اُسے یاد کر کے ارجن
کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے اُدھر دریودھن بھی گھبرا
گیا۔ اِسوقت تک تو اُسے اُمید تھی۔ کہ مَیں جیت
جاؤنگا۔ اور پانڈو ہار جائینگے۔ مگر یہ دیکھ کر کہ میرے بہادر
جرنیل مَرتے جا رہے ہیں۔ بڑا رنج ہُوا۔ اور اُسے یہ بھی اندیشہ
ہُوا۔ کہ کہیں مَیں ہی نہ ہار جاؤں۔ اگر وہ عقلمند ہوتا۔ تو سوچتا
کہ یہ مَیں کیا کر رہا ہوں۔ اور پانڈوں سے صُلح کر لیتا۔ مگر اُسکی
آنکھوں پر تو پردے پڑے ہوئے تھے۔ اُس نے لڑائی پھر بھی جاری
رکھی۔ اور دل میں سوچتا رہا۔ کہ آخر فتح مُجھے ہی نصیب ہوگی۔
اُسے تو یہ گھمنڈ تھا کہ میرے پاس اتنی فوج ہے۔ مگر اُسے یہ معلوم نہ
تھا۔ کہ انسان کچھ سوچتا ہے۔ پرماتما کچھ اور کر دیتا ہے ✣

آٹھواں باب

پانڈوں کی فتح

(۱)

اب تک لڑائی شروع ہوئے پندرہ[۱۵] دن ہو چکے تھے۔ سولھویں دن دریودھن نے کرن کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ یہ بھی بڑا بہادر اور بے خوف تھا۔ تیر اندازی کے فن میں ارجن کا مقابلہ کرن کے سوائے اور کوئی نہیں کرسکتا تھا اِس لئے دریودھن نے یہ عزّت کرن ہی کو دینا مناسب سمجھا۔ اِس کی ایک اور بھی وجہ تھی۔ اور وہ وجہ یہ تھی۔ کہ کرن ارجن

سے بڑا حسد کرتا تھا۔ اُس کی خواہش تھی۔ کہ اگر ارجن مر جائے۔
تو اپنے سارے خاندان میں وہ بہترین تیر انداز ہو جائے۔
کرن نے بھی اپنی طرف سے کم زور نہ مارا۔ مگر ارجن کے
تیروں کے سامنے اُس کی کوئی پیش نہ گئی۔ ایک دو موقعوں پر
ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ کرن نے یدھشٹر اور نکل کو گھیر لیا۔ مگر
اُس نے اُن کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ تو ارجن کو مارنا چاہتا تھا۔
کسی دوسرے کو کیونکر مار دیتا۔

اُدھر ایک موقعہ پر دوشاسن بھیم کے ہتّھے چڑھ گیا۔
یہ دوشاسن وہی شخص تھا۔ جس نے بھری سبھا میں دروپتی
کے بال کھینچے تھے۔ دروپتی نے اُس دن سے آج تک
بال نہ باندھے تھے۔ اور اقرار کیا تھا۔ کہ اِن بالوں کو جب
تک اِسی دوشاسن کے خُون سے دھو نہ لونگی تب تک
اِن کو نہ باندھوں گی۔ بھیم نے اقرار کیا تھا۔ کہ میں اِس
دوشاسن کے اِن ہاتھوں کو توڑ ڈالوں گا۔ جن سے اِس نے
دروپتی کے بال کھینچے ہیں۔ یہ قول و قرار بھیم کو ابھی تک

نہیں بھولے تھے۔ پس اُس نے دوشاسن کو پکڑ لیا۔ اور گرز سے پہلے اُس کے ہاتھ اور ہاتھوں کی ہڈیاں توڑیں۔ پھر سینہ پر چڑھ بیٹھا اور للکار کر بولا۔ یہ دیکھو! یہ دوشاسن ہے۔ جس نے دروپدی کے بال کھینچے تھے۔ اگر اس کا کوئی حمائیتی ہو۔ تو وہ میرے سامنے آجائے۔ اِسوقت اُس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اُس کے سامنے کون آتا۔ بھیم نے سہدیو سے کہا۔ جاؤ! جاکر دروپدی کو لے آؤ۔ تاکہ وہ اپنے بالوں کو اس کے لہو سے دھولے۔ اِس کے بعد دروپدی نے وہاں آکر دوشاسن کے خون سے اپنے بال دھوئے اور تب اُنہیں جوڑے کی شکل میں باندھ دیا۔

(۲)

اُدھر ارجن اور کرن کی لڑائی شروع ہوئی۔ یہ دونو مقابلے کے بہادر تھے۔ جس وقت وہ آمنے سامنے ہوئے۔ ساری فوج نے لڑنا چھوڑ دیا اور سب اِن دونو بہادروں کی

لڑائی دیکھنے لگے۔ دونو کی کمانوں سے تیر اس طرح نکلتے تھے۔
جس طرح بِلوں سے زہریلے سانپ نکلتے ہیں۔ ایک موقعہ
پر کرن نے ایک تیر ایسا مارا۔ کہ اگر ارجن کے لگ جاتا تو وہ
لازمی طور پر ہلاک ہو جاتا۔ مگر اُس کا رتھ بان کوئی معمولی
آدمی نہ تھا۔ وہ سری کرشن مہاراج تھے۔ اُنہوں نے
بڑی تیزی سے رتھ کو اک گڑھے میں ڈال دیا۔ اِس کا نتیجہ یہ
ہُوا۔ کہ تیر اوپر سے گذر گیا اور ارجن بچ گیا۔ اِس کے بعد
کرن نے تیروں کی برکھا شروع کر دی۔ مگر ارجن بھی کم پایہ
کا نہ تھا۔ اُس نے اپنے تیروں سے اُن کو کاٹنا شروع کر دیا۔
آخر یہ لڑائی ختم ہوئی۔ اور کرن ارجن کے ہاتھ سے مارا گیا۔
کرن کے مرتے ہی دریودھن کی فوج میں ماتم برپا ہو گیا۔
اور سب کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ اِس سے پہلے بھیشم۔
درونا چاریہ۔ جیدرتھ۔ دوشاسن مارے جا چکے تھے۔
اشوتھاما بھاگ گیا تھا۔ سب کی آنکھیں کرن پر لگی تھیں۔
اب وہ بھی مارا گیا۔ دریودھن کا بُرا حال ہُوا وہ رہ رہ کر

سوچتا تھا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ اور مَیں کیسے جیتوں گا ÷

(۳)

اٹھارھویں دن لڑائی ختم ہوگئی۔ اُس دن دریودھن کے آدمی بھاگ گئے۔ جو نہ بھاگے۔ وہ مارے گئے۔ جب دریودھن نے دیکھا۔ کہ میرے ساتھ میرا کوئی آدمی نہیں ہے۔ تو وہ بھی بھاگ گیا۔ اور ایک جھیل میں جاکر چھپ گیا۔ کرشن اور پانڈوں نے اُس کا تعاقب کیا اور اُسے جا لیا۔ بھیم نے للکار کر کہا۔ اے دریودھن! تُو تو بہادر بنتا تھا۔ آج تُجھے کیا ہو گیا ہے۔ اگر تُو چھتری ہے۔ تو باہر نکل اور لڑائی کر۔

دریودھن نے جواب دیا۔ میرے ساتھی مارے گئے ہیں۔ میرے ہتھیار ٹُوٹ گئے ہیں۔ میرا رتھ چھِن گیا ہے۔ اب میں کیا کروں گا۔ جاؤ راج تمہیں مُبارک ہو۔ مُجھے اب اُس کا لالچ نہیں۔

یدھشٹر نے کہا۔ بھائی! اب وہ وقت گیا۔ جب ہم تُجھ سے راج کا حصّہ مانگتے تھے۔ اب تو ہم جو کچھ لینگے۔ اپنے بازو کی

طاقت سے لینگے۔ تُم ذرا باہر تو نکلو۔ تاکہ معلوم ہو کہ جس شخص نے اتنے آدمی مُروائے ہیں۔ وہ خود کتنا بہادر ہے۔

دریودھن بولا۔ میں لڑنے کو تیار ہوں۔ مگر میری ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ ایک آدمی کا مقابلہ ہو۔ اور مجھے ہتھیار دیا جائے۔

سری کرشن نے کہا۔ یہ بات ہمیں منظور ہے۔ تُو باہر آجا۔ یہ سُنتے ہی دریودھن جھیل سے باہر آگیا۔ اور بولا تم سب میں بھیم بہادر ہے اور اِس کا ڈیل ڈول بھی میرے جیسا ہے۔ اِس لئے میں پہلے اِسی کے ساتھ لڑوں گا۔

بھیم نے کہا۔ بہت اچّھا! مجھے بھی تمہارے ساتھ لڑنا منظور ہے۔ میں گُرز سے لڑوں گا۔ تُم بھی گُرز کے شوقین ہو۔ جونسا گُرز تمہیں پسند ہو۔ اُٹھا لو۔

یہ کہہ کر بھیم نے بہت سے گُرز دریودھن کے سامنے رکھدئے۔ دریودھن نے اُن میں سے ایک گُرز اُٹھا لیا۔ اور لنگر لنگوٹے کس کر بھیم کے سامنے جا کھڑا ہُوا۔ اِسوقت

ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دو پہاڑ آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ بڑی دیر تک یہ کشتی جاری رہی۔ آخر بھیم نے دریودھن کو نیچے گرا لیا۔ اور اُس کی ران پر گرز مار کر اُس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں۔

ہندوؤں میں جسم کے نچلے حصّہ پر وار کرنا اصول کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اِس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو بھیم نے بڑی بزدلی کا کام کیا۔ لیکن اِس میں اُس کا کیا قصور تھا۔ جب دربار میں دریودھن نے دروپدی کو اپنی ران پر بٹھانے کا اشارہ کیا تھا۔ تو بھیم نے کڑک کر کہا تھا۔ کہ اگر میں بھیم ہوں اور اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ تو کسی دن اِس ران پر میرا گرز بیٹھے گا۔ یہ جو کچھ اُس نے کیا۔ اُسی اقرار کو پورا کرنے کی خاطر کیا۔ ورنہ وہ ایسا کمینہ فعل کبھی نہ کرتا۔ جب اُس نے دریودھن کی ران پر گرز مار کر اُسے توڑ دیا۔ تو اُس نے کہا پرماتما کا شکر ہے۔ کہ میری قسم پوری ہوئی۔ دریودھن نے کہا۔ میں نے جو کچھ مناسب سمجھا۔ کیا۔ اب

تُم فتحیاب ہوئے ہو۔ جو کچھ مناسب سمجھو کرو۔

پانڈو اُسے وہیں پڑا چھوڑ کر شہر کو چلے گئے۔ کیونکہ اب لڑائی ختم ہو چکی تھی +

(۲۴)

تھوڑی دیر کے بعد درونا چاریہ کا بیٹا اشو تھاما دریودھن کے پاس آیا۔ اور بولا۔ تمہاری حالت دیکھ کر مجھے بے اختیار رونا آتا ہے۔ افسوس میں تمہارے کسی کام نہ آسکا۔ مگر تسلّی رکھو۔ میں ارجن اور اُس کے چاروں بھائیوں کو قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ اور اُن کے قتل کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اُن کو قتل کرنا آسان نہ تھا۔ کیونکہ محل پر بڑا زبردست پہرہ تھا۔ اِس لئے اُس نے رات کا انتظار کیا۔ اور جب سب سو گئے۔ تو پہریداروں کی نظر بچا کر محل کے اندر چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں ارجن کے پانچ بیٹے سو رہے تھے ظالم اشو تھاما نے اُن کے سر کاٹ لئے اور اُنہیں لے کر دریودھن کے پاس چلا گیا۔ دریودھن پہلے تو بہت خوش ہُوا۔ مگر پھر جب اُسے

معلوم ہُوا۔ کہ یہ سر ارجن اور اُس کے بھائیوں کے نہیں بلکہ ارجن کے معصوم بیٹوں کے ہیں۔ تو اُس نے کہا۔ ان غریبوں نے کیا بگاڑا تھا۔ جو تُو نے ان کے سر کاٹ ڈالے۔ میری دشمنی تو ارجن اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ تھی۔

یہ کہتے کہتے دریودھن کی جان نکل گئی ٭

(۵)

یہ سب حال جب دھرت راشٹر کو معلوم ہُوا۔ تو اُسے بیحد صدمہ ہُوا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ جس کا ایک بیٹا مر جاتا ہے۔ اُس کے لئے دُنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ یہاں تو ایک سو بیٹے تھے۔ اور اُن میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ دھرت راشٹر بڑا رنجیدہ ہُوا۔ اور کئی دن تک روتا رہا۔ آخر درباریوں نے اُسے سمجھایا۔ کہ مہاراج دُنیا میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اگر لوگ نہ مریں۔ تو دُنیا میں تباہی مچ جائے۔ اِس لئے آپ صبر کریں اور بھتیجوں کی خیر منائیں۔

اِس قسم کی باتوں سے دھرت راشٹر کی تسلّی ہوئی۔ اور

اُس نے پانچوں بھائیوں کو ملنے کے لئے بُلا بھیجا۔ اِس وقت
سری کرشن نے سوچا۔ کہ بھیم نے دریودھن کو مارا ہے۔
بُڈھے باپ کو اِس پر بڑا غصّہ ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اُس
غصّہ میں وہ بھیم کو کوئی نقصان ہی پہنچا دے اِس لئے اُنہوں
نے لوہے کا ایک بُت بنوا لیا۔ اور جب پانچوں بھائی دھرت
راشٹر سے ملنے چلے۔ تو سری کرشن نے اُس بُت کو اپنے ساتھ
لے لیا۔ سب سے پہلے یدھشٹر دھرت راشٹر کے پاؤں میں
گرا دھرت راشٹر نے اُسے اُٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ اِس کے
بعد ارجن کی باری آئی۔ دھرت راشٹر نے اُسے بھی گلے لگا لیا
اور دُعا دی۔ پھر نکل اور سہدیو ملے۔ ان سے بھی محبّت کے
ساتھ ملا۔ سب کے بعد بھیم کی باری آئی۔ اِسوقت سری کرشن
نے وہ لوہے کا آدمی آگے کر دیا۔ بُڈھے دھرت راشٹر نے
اُسے اِس زور سے دبایا۔ کہ اُس کی لوہے کی ہڈی پسلی پچک
گئی۔ اور اِس کے ساتھ ہی آپ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تھوڑی
دیر کے بعد جب ہوش آیا۔ تو زار زار رونے لگا۔ اور ہائے

بھیم۔ پیارے بھیم کہہ کر بین کرنے لگا۔ جب سری کرشن نے
دیکھا۔ کہ اِس کا غصّہ اُتر گیا ہے۔ تو اُنہوں نے کہا۔ آپ فکر
نہ کریں۔ بھیم راضی خوشی ہے۔ جسے آپ نے دبا کر توڑ دیا ہے۔
وہ تو لوہے کا بُت تھا۔ یہ سُن کر دھرت راشٹر بڑا خوش ہوا۔
اور سری کرشن کی دانائی کی تعریف کرنے لگا۔ اگر سری کرشن
یہ چال نہ چلتے۔ تو بھیم کی موت میں ذرا بھی شُبہ نہ تھا۔ اِس کے
بعد دھرت راشٹر بھیم سے بغلگیر ہوا۔ اور اُس سے معافی کا
طلبگار ہوا +

(۶)

اِس کے بعد یدہشٹر کو راج دیا جاتا تھا۔ مگر اُس نے کہا۔
میں اب راج نہ کرونگا۔ بلکہ جنگل میں جاکر پرماتما کی عبادت
کرنے میں زندگی بسر کرونگا۔ چاروں بھائیوں نے اُسے
سمجھا بجھا کر رضامند کیا۔ تب کہیں جاکر اُس نے راج کرنا
قبول کیا۔ دھرت راشٹر کو یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی۔ اور
سب لوگ ہستنا پور کو روانہ ہوئے وہاں جاکر تاجپوشی کی

ساری رسمیں ادا کی گئیں اور یدھشٹر کو راج تلک دیا گیا۔ سارے بھارت میں خوشی منائی گئی۔ اور لوگوں نے دیپ مالا کی۔ اِس طرح سے ایک شرارت پسند اور لالچی شہزادہ بمعہ اپنے حمائیتوں کے مارا گیا اور پانچوں نیک بھائیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ پیارے بچّو! یاد رکھّو۔ نیکی خواہ کتنی ہی چھوٹی اور کمزور کیوں نہ دکھائی دے۔ مگر آخر میں وہ بڑی سے بڑی بدی کو پچھاڑ دیتی ہے۔ اِس لئے کبھی غرور نہ کرو۔ اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں دوسروں پر نہ ظلم کرو۔ نہ اُن کا حق چھیننے کی کوشش کرو ورنہ تمہارا وہی انجام ہوگا۔ جو ظالم دریودھن کا ہُوا تھا۔ راج نہ دیتا تھا۔ اپنا آپ بھی گنوا بیٹھا۔ اگر سوچ سمجھ کر انصاف سے کام لیتا۔ تو اِس طرح کیوں ہلاک ہوتا۔

(۱)

بھیشم زخمی ہو کر تیروں کے بستر پر پڑا تھا۔ مگر ابھی تک مرا نہ تھا کیونکہ اُس نے کہا تھا۔ کہ مرنا میرے اپنے بس میں ہے۔ اور جب تک سورج اترائن میں نہ چلا جائیگا تب تک میں نہ مروں گا۔ جب یدھشٹر تخت پر بیٹھا تو سری کرشن نے اُسے کہا۔ اب تُم راجہ ہو۔ تُم پر نئی ذمہ واری کا بوجھ پڑا ہے۔ اِس لئے بہتر ہے کہ تُم اپنے بزرگ بھیشم کے

پاس چلو اور اُس کے مرنے سے پہلے اُس سے کچھ نصیحتیں لو۔ یہ نصیحتیں تمہاری زندگی بھر تمہارے کام آئیں گی۔

یہ سُن کر یدہشٹر کرشن کے ساتھ وہاں پہنچا۔ جہاں بھیشم تیروں کے بستر پہ لیٹا موت کا انتظار کر رہا تھا۔ اُسے اِس حالت میں دیکھ کر یدہشٹر کا دل بھر آیا۔ اُسے خیال آیا۔ کہ یہ ہماری ہی وجہ سے اتنی تکلیف میں ہے۔ مگر بھیشم نے کہا۔ بیٹا! تو یہ وہم نہ کر۔ جنگ میں اپنے پرائے اور چھوٹے بڑے کا خیال کرنا پاپ ہے۔ اگر اِس طرح سوچا جائے تو لڑائی کیسے ہو سکے۔ تم نے جو کچھ کیا ہے۔ یہی کرنا چاہئے تھا۔ مَیں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ میرا تو پہلے ہی سے یہ خیال تھا۔ کہ جنگ میں تمہاری جیت ہوگی۔ اور دریودھن کو ہارنا پڑے گا۔

یدہشٹر بولا۔ مہاراج! راجہ کے کیا کیا فرض ہیں؟

بھیشم نے جواب دیا۔ بیٹا! راجہ کا سب سے پہلا فرض یہ ہے۔ کہ سچ بولے۔ اور اپنی رعایا سے اچھا سلوک کرے۔

اچھے سلوک کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ لوگوں سے اتنا نرم سلوک کرے۔ کہ وہ گستاخ ہوجائیں۔ بلکہ اُس کا سلوک سخت بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ لوگ ڈرتے رہیں اور کوئی کام ایسا نہ کریں۔ جو حکومت کے برخلاف ہو۔ اُسے رعایا کی بہتری کا ایسا خیال ہونا چاہئے۔ جیسا ماں کو اپنے بیٹے کا ہوتا ہے۔ ماں بیٹے کو مارتی بھی ہے۔ جھڑکتی بھی ہے۔ مگر اُس کا پیار اُس سے کسی بھی وقت الگ نہیں ہوتا۔ یہی حال راجہ کا ہونا چاہیئے۔

(۲)

سوال۔ دُنیا میں سب سے بڑی چیز کیا ہے؟

جواب۔ دُنیا میں سب سے بڑی چیز عقل ہے۔ اِس کے متعلق مَیں تجھے ایک کہانی سُناتا ہوں۔ یہ کہانی سچّی نہیں ہے۔ مگر اس سے سبق ملتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک جنگل میں ایک درخت تھا۔ جس کے تنے کے خول میں ایک بلّی رہتی تھی۔ اور جڑ میں ایک چُوہا رہتا تھا۔ ایک دن پرماتما کا کیا کرنا ہُوا۔ کہ ایک شکاری نے وہاں جال بچھا دیا۔ اس

جال میں بلّی پھنس گئی۔ یہ دیکھ کر چوُہا بہت خوش ہوُا۔ اور مزے سے اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ مگر اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ درخت پر اُلّو بیٹھا اُس کی طرف تاک رہا ہے۔ وہ اپنے بل کی طرف دوڑنے لگا۔ مگر اُس طرف ایک نیولا بیٹھا اُس کی طرف گھوُر رہا تھا۔ اب تو چوُہا بہت ڈرا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ یہ دو دشمن مجھے ہرگز جیتا نہ چھوڑینگے آخر سوچ سوچ کر اُس نے بلّی کی طرف رُخ کیا۔ اور اُس کے پاس جاکر بولا۔ خالہ امّاں! تمہاری حالت دیکھ کر مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ اگر تُم اقرار کرو۔ کہ مجھے کھا نہ جاؤگی۔ تو میَں اِس جال کے تار کُتر دوں۔ بلّی نے کہا۔ میرے پیارے بھانجے! بھلا ایسا اندھیر بھی کہیں دُنیا میں ہوسکتا ہے۔ کہ تُم تو میری جان بچاؤ اور میَں تمہیں کو کھا جاؤں۔ چوُہا جھٹ کوُد کر بلّی کی گود میں جا بیٹھا۔ اور جال کے تار کُترنے لگا۔ یہ دیکھ کر اُلّو اور نیولا دونو مایوس ہوگئے۔ اور کسی دوسرے شکار کی تلاش میں چلے گئے۔ اب چوُہے نے سوچا۔ کہ بلّی کا دل جال سے نکل کر بے ایمان

ہوجائیگا۔ اور وہ مجھے ضرور کھا جائے گی۔ اُس وقت اُسے
میری کیا خوشامد ہوگی۔ اِس لئے اُس نے جال کو آہستہ آہستہ
کُترنا شروع کیا۔ اِس کا مطلب یہ تھا۔ کہ بلّی عین اُسوقت
جال سے چھوٹے۔ جس وقت شکاری سامنے آچکا ہو۔ اُسوقت
بلّی کو اپنی جان کا فکر پڑا ہوگا۔ مجھے مارنے کا کسے ہوش ہوگا۔
بلّی نے کہا۔ بیٹا! ذرا جلدی کرو۔ رات گذر رہی ہے۔ مگر
چُوہے نے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ جلدی سے کام بگڑ جاتا ہے
اور پھر مزے مزے سے تار کُترنے لگا۔ اتنے میں صُبح ہوگئی۔
اور شکاری آگیا۔ اب تو بلّی بڑی ڈری۔ چُوہے نے جھٹ
پٹ جال کُتر دیا۔ بلّی دوڑ کر درخت پر چڑھ گئی۔ اور چُوہا
اپنے بل میں گھُس گیا یہ کہانی سُنا کر بھیشم نے یدھشٹر سے
کہا جو عقلمند ہیں۔ وہ مصیبتوں سے بھی اپنی جان بچا لیتے ہیں
اور وقت پر دشمن کی مدد سے بھی بچ جاتے ہیں +

(۱۳)

سوال۔ دُنیا میں سب سے اچھّی عبادت کیا ہے؟

جواب۔ دُنیا میں سب سے اچھّی عبادت ایمانداری ہے۔ جو شخص ایماندار ہے۔ پرماتما اُس سے محبّت کرتا ہے۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ دُنیا میں تمہاری عزّت ہو۔ تو ایماندار بنو۔
کہتے ہیں۔ پُرانے زمانے میں ایک براہمن جاجلی دن رات پرماتما کی بھگتی کرتا رہتا تھا۔ ایک دن اُسے گھمنڈ ہُوا۔ کہ مَیں پرماتما کا بڑا بھگت ہوں۔ یہ سُن کر ایک رشی نے کہا۔ ایسا کیوں سوچتے ہو۔ اِس دُنیا میں بڑے بڑے بھگت ہیں۔ جاجلی نے کہا۔ کیا کوئی مجھ سے بڑا بھگت بھی ہے۔ رشی نے جواب دیا۔ ہاں ہے کیوں نہیں۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک بنیا رہتا ہے۔ اُس کا درجہ تُم سے بھی بلند ہے۔ یہ سُن کر وہ براہمن اُس بنئے کے پاس گیا۔ بنئے نے اُس کی بڑی خاطر تواضع کی اور کہا۔ مہاراج! مَیں جانتا ہوں۔ کہ آپ کے یہاں آنے کا مطلب کیا ہے۔ یہ سُن کر براہمن اور بھی حیران ہُوا۔ کہ اسے میں نے کچھ بتایا ہی نہیں پھر اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ کہ مَیں یہاں کیوں آیا ہوں جاجلی نے

پُوچھا آپ پرماتما کی عبادت کس طرح کرتے ہیں نے۔ بنئے نے جواب دیا۔ میری عبادت صرف یہ ہے۔ کہ مَیں پُورا تولتا ہوں۔ میرے ترازو کے دونو پلڑے برابر رہتے ہیں۔ نہ لیتے وقت زیادہ تولتا ہوں۔ نہ دیتے وقت کم تولتا ہوں۔ مَیں کسی کو نہ ستاتا ہوں۔ نہ کسی سے لڑتا جھگڑتا ہوں۔ نہ جوش میں آتا ہوں۔ نہ غصّہ کرتا ہوں۔ نہ جھُوٹ بولتا ہوں۔ نہ مکر کرتا ہوں۔ نہ مجھُے روپے کی خواہش ہے۔ نہ جواہرات کا لالچ ہے۔

یہ سُن کر جاجلی نے کہا۔ تجھے نمسکار ہو۔ تُو مُبارک ہے سچ مُچ تیری عبادت مجھُ سے اچھّی ہے۔

یہ کہانی سُنا کر بھیشم نے یدھشٹر سے کہا۔ بیٹا! اب تُو سمجھ گیا ہوگا۔ کہ ایمانداری اور نیک نیتی کیسی اچھّی چیز ہے ؛

(۳)

سوال۔ دُنیا میں سب سے زبردست کون ہے ؟

جواب۔ دُنیا میں سب سے زبردست آدمی کے اپنے افعال

ہیں۔ ان سے زبردست اور کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک کہ موت بھی اُن سے زبردست نہیں ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک عورت گوتمی نامی تھی۔ اُس کے بیٹے کو ایک سانپ نے کاٹ کھایا۔ یہ سانپ بڑا زہریلا تھا۔ گوتمی کا بیٹا دیکھتے ہی دیکھتے تڑپ کر مر گیا۔ ایک سپیرا اُس سانپ کو پکڑ کر لے آیا۔ اور گوتمی سے بولا۔ اِسی ظالم نے تیرے بیٹے کو مارا ہے اب مَیں اِسے ہلاک کرتا ہوں۔ تا کہ تیرے دل کو صبر آئے۔

سانپ نے جواب دیا۔ مَیں نے اِسے نہیں ڈسا۔ یہ تو موت کا حکم تھا۔ اُس نے مجھے جیسا کہا۔ مَیں نے ویسا ہی کر دیا۔ یہ میرا قصور نہیں بلکہ موت کا ہے۔

اتنے میں وہاں موت بھی آ پہنچی۔ اور بولی۔ نہ اِس میں سانپ کا قصور ہے۔ نہ میرا۔ یہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وقت کے اشارے پر ہوتا ہے جب وقت ہو چکتا ہے۔ تو ہزاروں بہانے بن جاتے ہیں۔ اِس لئے مَیں بے قصور ہوں۔ اور یہ زمین پر پیٹ کے بل رینگنے والا سانپ کیا کر سکتا تھا۔

ابھی یہ گفتگو ختم بھی نہ ہونے پائی تھی۔ کہ وقت اپنے ہزاروں پروں کے ساتھ اُڑتا ہوا وہاں آگیا۔ اور بولا۔ اِس لڑکے کا قاتل نہ سانپ ہے۔ نہ موت نہ مَیں۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوا ہے۔ اِس کے اپنے کرموں کی بدولت ہوا ہے۔ کرموں کے سامنے نہ وقت بول سکتا ہے۔ نہ موت۔ یہ بڑے زبردست ہیں۔ دُنیا پر انہی کا راج ہے۔ انہی سے بہشت ملتا ہے۔ اِنہی سے نرک۔ اِس لئے تم کسی کی بھی شکایت نہ کرو۔ اگر اُس کے فعل اچھے ہوتے۔ تو اُسے یہ سانپ کبھی بھی نہ کاٹ سکتا۔

یہ کہانی سُنا کر بھیشم نے یدھشٹر سے کہا۔ بیٹا! دُنیا میں سب کچھ آدمی کے افعال ہی کی بدولت ہو رہا ہے۔ اِس لئے آدمی کو چاہیئے کہ اچھے اچھے کام کرے۔

(۵)

سوال۔ اچھے کام کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جواب۔ جو جیسا کام کرتا ہے۔ ویسا ہی اُسے پھل ملتا ہے۔

جو بھوکوں کو کھانا دیتا ہے۔ ننگوں کو کپڑے دیتا ہے۔ غریب کی مدد کرتا ہے۔ وہ نیک کام کرتا ہے۔ اور دوسرے جنم میں ان کاموں کا اُسے پھل ملے گا۔

سوال۔ انسان کو عبادت کس کی کرنی چاہئے؟

جواب۔ صرف ایک پرماتما کی۔ اُس کے دربار میں نہ کسی کی سفارش سُنی جاتی ہے نہ کوئی کسی کی چُغلی کر سکتا ہے۔

سوال۔ امیر کون ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جو محنت کرتا ہے۔ جو ہمّت نہیں ہارتا۔ جو ہر وقت نئی نئی باتیں سوچتا رہتا ہے۔ وہ امیر ہو جاتا ہے۔

سوال۔ آدمی کی عُمر سَو برس کی ہونی چاہئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عام لوگ جلد ہی مر جاتے ہیں۔

جواب۔ جو لوگ نیک ہونگے۔ ایماندار ہونگے۔ سچ بولنے والے۔ کسی کو دھوکا نہ دینے والے۔ بے گُناہوں کو نہ ستانے والے ہونگے۔ اُن کی عُمر سَو سال ہوگی۔ مگر جو بُرے آدمی ہیں۔ بے ایمانی کرتے ہیں۔ غریبوں کو ستاتے ہیں۔ جھوٹ

بولتے ہیں۔ پرماتما کے سوائے کسی دوسرے کی پوجا کرتے ہیں۔ دوسرے کی دولت کا لالچ کرتے ہیں۔ وہ جلدی مرجاتے ہیں جو آدمی چاہے۔ کہ اُس کی عمر سَو سال کی ہو۔ اُسے چاہیئے کہ صُبح اُٹھ کر نہائے۔ پرماتما کی عبادت کرے۔ پھر سیر کرے۔ ورزش کرے۔ دودھ پیئے۔ گھی کھائے۔ کسی کا جُوٹھا نہ کھائے۔ کپڑے صاف اور اُجلے رکھّے جو میلے اور گندے رہنے والے آدمی ہوں۔ اُن کے پاس نہ بیٹھے۔ خوراک اچھّی اور صاف کھائے۔ گوشت سے پرہیز رکھّے۔ رات کو زیادہ دیر تک نہ جاگے۔ شراب نہ پیئے۔ کسی پرائی عورت کی طرف نگاہ نہ کرے۔ اپنے فرض کو پورا کرے۔ تو اُس کی خواہش پوری ہوگی اور وہ سَو سال تک زندہ رہے گا۔

سوال۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے کیسا سلوک کرے؟

جواب۔ جس طرح اُستاد اپنے شاگرد سے کرتا ہے یا باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے۔ اُسے معمولی باتوں پر دھمکانے نہ لگ جائے۔ اِس طرح وہ سمجھ لے گا۔ کہ یہ میرا دشمن ہے۔

اُس کے ساتھ محبّت بھی کرے اور جب دیکھے۔ کہ وہ غلطی پر غلطی کر رہا ہے۔ تو اُسے سمجھا دے اور ضرورت ہو تو سزا بھی دے۔ اُس کا حصّہ آپ نہ دبالے۔ اُس کی بیوی کو اپنی بیٹی سمجھے۔ اور اُس سے بھی محبّت کا سلوک کرے۔

سوال۔ لوگ گوشت کیوں کھاتے ہیں؟

جواب۔ ذائقہ کی خاطر۔ مگر ہندو شاستروں میں یہ پاپ سمجھا جاتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی کتابوں میں گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اُن کی کسی بات کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ اگر تمہارے جسم کو بلا وجہ چیرا جائے تو تمہیں کتنی تکلیف ہو اور کیسا درد ہو۔ پھر کیا اُن جانوروں کو درد نہ ہوتا ہوگا۔ جن کو مار کر آدمی کھا جاتے ہیں۔

سوال۔ جو لوگ نیک کام کرتے ہیں۔ اُن کا انجام کیا ہوتا ہے؟

جواب۔ جو لوگ نیک ہیں۔ اُن کی ہر کام میں فتح ہوتی ہے

اور لوگ اُن کی تعریف کے گیت گاتے ہیں۔

سوال۔ جو بُرے آدمی ہیں۔ اُن کا کیا حال ہوتا ہے؟

جواب۔ وہ اِس جنم میں بھی خوار ہوتے ہیں اور اگلے جنم میں بھی اُن پر مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ وہ خود کسی کو سُکھ نہیں دیتے اِس لئے اُن کو بھی سُکھ نہیں ملتا۔

سوال۔ بہادر کون ہے؟

جواب۔ جو عورت کی بے عزّتی دیکھ کر اُس کی مدد میں تلوار اُٹھالے اور اگر یہ نہ کر سکے۔ تو زبان سے مخالفت کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو وہاں سے چلا جائے۔ یا اپنی زبان کاٹ ڈالے ✤

(۶)

یہ آخری نصیحت سُن کر دروپدی ہنس پڑی بھیشم نے پُوچھا۔ کیوں بیٹی! تُو کیوں ہنس رہی ہے۔ اِسوقت تیرے ہنسنے کا کیا سبب ہے؟

دروپدی نے جواب دیا۔ مہاراج! مجھے وہ وقت یاد

آرہا ہے۔ جب بھرے دربار میں ظالم دریودھن مجھے ننگا کرنا چاہتا تھا۔ آپ بڑے بہادر ہیں۔ مگر آپ نے اُسوقت تو نہ تلوار اُٹھائی۔ نہ زبان ہلائی۔ نہ وہاں سے چلے گئے اور نہ زبان کاٹ ڈالی۔ مَیں یہ سوچ کر ہنستی ہوں کہ اُسوقت آپ کے یہ خیال کہاں سو رہے تھے۔

بھیشم نے کہا۔ "بیٹی! اصل میں بات یہ ہے۔ کہ انسان جیسا کھاتا ہے۔ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اُن دنوں مَیں بے ایمان دریودھن کا نمک کھاتا تھا۔ اِس لئے میری عقل پر بھی پردہ پڑ گیا تھا۔ اب تمہارے شوہر ارجن نے تیر مار مار کر میرا وہ خُون نکال دیا ہے۔ اب میرا جسم بالکل پاک ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب مجھے اچھے اچھے خیال سُوجھ رہے ہیں۔ اِس لئے یہ بات بھی یاد رکھو۔ کہ کسی بُرے آدمی کی چیز نہ کھاؤ۔ ورنہ تمہارے خیال بھی بُرے ہوجائینگے۔"

اِس کے بعد جب بھیشم کو زخمی ہوئے اٹھاون دن گذر گئے۔ تو اُس نے کہا۔ اب میں مَر جاؤنگا۔ تُم میرے جلانے کا

انتظام کرو چنانچہ سری کرشن اور یدہشٹر وغیرہ نے بھیشم کے جلانے کا انتظام کر دیا۔ اور بھیشم نے جب دیکھ لیا۔ کہ سب چیزیں ٹھیک ہیں تو سمادھی لگالی اور اسی حالت میں مر گیا۔ اُس کی لاش کو گنگا کے کنارے جلایا گیا۔ اور ضروری رسمیں ادا کی گئیں۔ یہ وہ بہادر مرد تھا۔ جس نے باپ کی خاطر ساری عُمر بیاہ نہیں کیا۔ اور جو کچھ کہا پُورا کر کے دکھا دیا۔ جب مَوت نے ایسے بہادروں کو نہ چھوڑا۔ تو اور کسے چھوڑنے لگی ہے +

(۷)

یدہشٹر کو اِس مَوت کا بڑا رنج ہُوا۔ اور وہ بچّوں کے مانند پھُوٹ پھُوٹ کر رویا۔ اِسوقت اُس کا دل پھر اُداس ہوگیا۔ اور وہ بار بار بیہوش ہونے لگا۔ سری کرشن جی نے اِس موقعہ پر یدہشٹر کو اپدیش کیا اور کئی قسم کی باتوں سے اُس کے دل کی تسلّی کی۔ گیتا کی طرح مَہابھارت کا یہ حصّہ بھی بڑا مشہور اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہے اور اِس میں فرض

اور انسانی زندگی کے سوال پر بڑی اچھّی طرح سے بحث کی گئی ہے۔ مہا بھارت کے اِس حصّے کا نام انوگیتا ہے۔ جب اِس قسم کی باتوں سے یدھشٹر کی تسلّی ہوگئی اور حوصلہ بندھ گیا۔ تو سری کرشن نے کہا۔ مجُھے گھر سے آئے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ اِس لئے مجُھے اب گھر جانے کی اجازت دی جائے۔ یدھشٹر نے بڑی خوشی سے اجازت دی اور سری کرشن دوارکاپوری کو روانہ ہوئے ✣
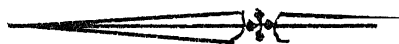
دسواں باب

پریکشت کی تخت نشینی

(۱)

اِس کے کچھ عرصہ بعد دروپدی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ جو اتنا کمزور اور مُردہ سا تھا۔ کہ اُس کے زندہ رہنے کی کسی کو اُمید نہ تھی۔ جب سری کرشن کو اطلاع ملی۔ تو وہ فوراً ہستناپور آ گئے۔ اور اُس لڑکے کا علاج کرنے لگے۔ تھوڑے ہی دن میں وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ اور اُس کا جسم بھی مضبوط ہو گیا۔ اِس سے پانچوں بھائیوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ اپنے خاندان میں

یہی ایک لڑکا تھا۔ باقی سب جنگ میں مر چکے تھے۔ اِس کا
نام پریکشت رکھّا گیا اِس کے بعد کئی سال گذر گئے تو ارادہ
ہُوا۔ کہ یگ کرنا چاہئے۔ اُسوقت تک یدہشٹر کا راج سارے
ہندوستان میں پھیل چُکا تھا۔ اِس یگ کا طریقہ یہ تھا۔ کہ ہَون
کر کے ایک گھوڑا چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ
فوج جاتی تھی۔ اگر اِس گھوڑے کو کوئی مخالف راجہ پکڑ لیتا
تھا۔ تو یگ کرنے والے راجہ کی فوج اُس سے لڑتی تھی۔
اور اُسے شکست دے کر گھوڑا چھڑا لیتی تھی۔ اگر کسی جگہ گھوڑا
نہ چُھڑایا جا سکتا۔ تو یگ نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یگ وہی کر سکتا
تھا۔ جو مہاراجہ ادہیراج ہو۔ اور دوسرے راجے مہاراجے
جس کے ماتحت ہوں اِس لئے یدہشٹر نے ہَون کر کے ایک سجا
ہُوا گھوڑا چھوڑا۔ جس کے ساتھ ارجن فوج لے کر روانہ ہُوا۔
یہ گھوڑا جس جس راج میں گیا۔ وہاں کے راجہ نے ارجن کو
تحفے بھیج کر اُس کی ماتحتی قبول کی۔ ایک دو راجے ایسے
بھی تھے جو یدہشٹر کی ماتحتی ماننے سے کتراتے تھے۔ اُن کا

یہ خیال تھا۔ کہ ہم بڑے بہادر ہیں۔ اور یدہشٹر کو کوئی حق
نہیں۔ کہ ہم کو اپنے ماتحت سمجھے۔ اُنھوں نے اِس گھوڑے
کو پکڑ لیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ ہم لڑائی کرینگے۔ مگر یہ سب غرور
کی باتیں ہی باتیں تھیں۔ ارجن جیسے بہادر کے سامنے ٹھہرنا
آسان نہ تھا۔ چنانچہ سب نے شکست کھا کر اطاعت کا اعتراف
کیا۔ اور گھوڑا سارے ہندوستان کا چکّر لگا کر ہستنا پور
واپس آگیا۔ اب کیا تھا۔ یگ شروع ہوا۔

(۲)

اِس یگ میں ہندوستان بھر کے راجے مہاراجے شامل
ہوئے۔ براہمنوں نے ویدوں کے پاک منتر پڑھے۔ اور یگ کا
کام ویاس رشی کی ہدایت کے مطابق پورا کیا۔ جب یگ ختم
ہوگیا۔ تو براہمنوں کو منہ مانگا دان ملا۔ سونے چاندی کے
برتن۔ سونے کے سینگوں والی گئوئیں۔ اشرفیوں کے توڑے۔ اور
ریشمی کپڑے۔ یہ سب چیزیں براہمنوں کو دی گئیں۔ براہمن
بہت خوش ہوئے۔ اور دوسرے راجہ بھی یدہشٹر کے برتاؤ سے

باغ باغ ہو گئے۔ اِس یگ سے یدہشٹر کی تعریف ساری دُنیا
میں ہونے لگی۔ اِس کے بعد سری کرشن اپنے گھر کو چلے گئے
اور یدہشٹر راج کرنے لگا۔ اِسی طرح پندرہ سال گذر گئے۔
اب دھرت راشٹر بہت بُڈھا ہو گیا تھا۔ اُس کے تو سر کے
بال بھی سفید ہو چکے تھے۔ اِس لئے اُسنے ارادہ کیا۔ کہ مجھے
اب دُنیاوی ٹنٹوں سے آزاد ہو کر جنگلوں میں چلے جانا چاہیے۔
اور وہاں رہ کر پرماتما کی عبادت کرنی چاہیئے۔ دریودھن کی
ماں گندھاری نے کہا۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ ہی چلونگی۔ بِدُر
بولا۔ اگر آپ دونو چلے گئے تو پھر میرا یہاں کیا کام ہے۔
مجھے بھی ساتھ ہی لے چلیئے۔ آپ کے ساتھ خوب گذرے گی +

(۳)

چنانچہ دھرت راشٹر نے یدہشٹر کو بلوا کر کہا۔ بیٹا! تمہارے
راج میں ہمیں بڑا آرام ملا ہے۔ مگر ہندوؤں کے مذہب
کے مطابق آدمی کو اپنی زندگی کے تیسرے حصہ میں جنگلوں
کو چلے جانا چاہیئے۔ اِس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ تو ہمیں

اجازت دے۔ تو ہم جنگل میں جا کر رہیں۔
یدہشٹر یہ سن کر بڑا حیران ہوا۔ اُس کی خواہش نہ تھی۔ کہ دھرت راشٹر جنگل کو جائیں۔ مگر کیا کر سکتا تھا۔ مجبوراً اُسے ماننا پڑا اور دھرت راشٹر گندھاری اور بدُر تینوں تیار ہو گئے۔ پانڈوں کی ماں کنتی نے جب دیکھا۔ کہ یہ تینوں جا رہے ہیں۔ تو وہ بھی تیار ہو بیٹھی۔ اُس کے بیٹوں نے اُسے بہت سمجھایا۔ مگر اُس نے کسی کا کہنا نہ مانا اور اُن کے ساتھ جنگل کو چلی گئی۔ اُن کی روانگی کے وقت ہستنا پور کے لوگ چیخ چیخ کر روتے تھے۔ اور کیوں نہ روتے۔ دھرت راشٹر نے اُن پر بڑے انصاف سے راج کیا تھا۔ اور اُن کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی تھی۔ اُس نے بیٹے کی محبّت میں آکر یدہشٹر اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ ظلم ضرور کیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی رعیت کے ساتھ بڑا عمدہ سلوک کرتا تھا۔ اِس لئے جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ اب اُن سے ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے۔ تو اُن کو بڑا دُکھ ہوا۔ مگر کیا ہو سکتا تھا

دھرت راشٹر۔ بدر۔ گندھاری اور کنتی سب کے سب جنگل میں چلے گئے۔ اور دُنیا کے ٹنٹوں سے آزاد ہو کر صرف پرماتما کا بھجن کرنے لگے۔ کنتی دھرت راشٹر اور گندھاری کی خدمت کرتی تھی۔ اور بدر بھی اُن کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ یہاں پر وہ صرف پھل پھول کھا کر گذارہ کرتے تھے اسی طرح تین سال گذر گئے۔ اور سب سے پہلے بدر مرا۔ اس کے بعد جنگل کو آگ لگ گئی۔ اور دھرت راشٹر۔ گندھاری اور کنتی تینوں جل کر بھسم ہو گئے۔ جب یہ خبر پانڈوں کو ملی۔ تو اُنہیں بہت افسوس ہوا۔ مگر موت کے آگے کس کی پیش گئی ہے۔ رو دھو کر چُپ ہو رہے۔ آخر دُنیا کے کام اسی طرح چلتے ہیں۔ اُدھر سری کرشن جی بھی سرگباش ہو گئے۔ اس آخری خبر سے پانڈوں کا رہا سہا حوصلہ بھی ٹوٹ گیا۔ اور وہ سب کے سب اُداس رہنے لگے ✣

(۴)

پانچوں بھائیوں نے سوچا۔ کہ اب دُنیا میں ہمارے لئے

کیا باقی رہا ہے۔ لڑکے بالے مر گئے۔ دریودھن۔ کرن اور دوسرے بھائی بھی مر گئے۔ گورو اُستاد بھی چل بسے۔ دھرت راشٹر۔ گندھاری۔ بدر۔ کُنتی بھی نہ رہے۔ ایک کرشن باقی تھے۔ وہ بھی اس جہان میں نہیں۔ اِس لئے بہتر ہے کہ ہم بھی راج کا کام پریکشت کے حوالے کریں۔ اور آپ ہمالہ پہاڑ پر چلے جائیں۔ اِس خبر سے لوگ گھبرا گئے۔ اُنہوں نے بڑی کوشش کی۔ کہ کسی طرح یدھشٹر اس ارادے سے باز آجائیں۔ مگر اُنہوں نے کسی کی نہ سُنی۔ اور سب لوگوں کو جمع کر کے ارجن کے بیٹے پریکشت کو راج گدّی پر بٹھا دیا۔ اور اپنے خیر خواہ اور وفادار وزیروں امیروں سے کہا۔ کہ اب راج کی حفاظت کا کام آپ ہی کے سپُرد ہے۔ پریکشت ابھی بچّہ ہے دُنیا اور دُنیا داری دونو سے ناواقف ہے۔ اِس لئے اُس کے سر پر بھی اب آپ ہی کو ہاتھ رکھنا ہوگا۔ ورنہ اُس سے اتنا ذمّہ داری کا کام کیسے ہو سکے گا۔ وزیروں نے کہا۔ آپ اِس کا فکر نہ کریں۔ ہم مہاراج پریکشت کی وفاداری اور حفاظت میں

اپنی جان تک لڑا دینگے۔ اِس کے بعد اُنھوں نے وید منتر پڑھکر ہَون کی مقدّس آگ کے سامنے وفاداری اور اطاعت کی قسمیں کھائیں۔ اور راج کا کام کرنے کا اقرار کیا۔ پھر براہمنوں کو گئوئیں اور اشرفیاں دان دی گئیں۔ جب یہ سب کام ہو چکا تو یدھشٹر اپنی روتی ہوئی رعایا کو چھوڑ کر ہستناپور سے باہر نکلا۔ بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو اور دروپدی بھی ساتھ ساتھ چلے۔ دیکھنے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے۔ اُن میں سے بہت سے لوگ تو ایسے تھے۔ جو زار زار رو رہے تھے۔ پہلے یہ شاہی قافلہ بنارس گیا۔ پھر یہ لوگ جمنا کے کنارے پہنچے۔ وہاں نہاکر آسام کی طرف چلے گئے۔ اِس کے بعد دوارکاپوری پہنچے۔ وہاں جاکر اُن کو سری کرشن یاد آ گئے۔ یہ شہر اُسوقت بڑا خوبصورت تھا۔ افسوس آج اِس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ سری کرشن جیسے بہادر اور عقلمند بھی جن کا نام سُن کر دُنیا کانپ جاتی تھی۔ دُنیا میں نہ رہے۔ تو اور کون رہ سکتا ہے۔ اِسی دُنیا پر

فریفتہ ہو کر جو لوگ ایمانداری کا خیال چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن سے بڑھ کر بیوقوف کون ہو سکتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ دُنیا مرُتی دفعہ نہ کسی کے ساتھ گئی ہے۔ نہ جا سکتی ہے۔ نہ کبھی جائے گی۔ ایسی حالت میں کیا یہ درست نہیں۔ کہ آدمی اِس دُنیا اور اِس دُنیا کی چیزوں کے لئے کبھی گُناہ نہ کرے۔ اور نیک بن کر رہے۔

اِس کے بعد پانچوں بھائیوں اور دروپدی نے ہردوار۔ رشی کیش۔ بدری ناتھ۔ کدار ناتھ اور دوسرے مشہور مقامات کی سیر کی۔ اور پھر ہمالہ پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے۔ اسوقت یدہشٹر کا وفادار کُتّا بھی اُس کے ساتھ تھا ✣

(۵)

ہمالہ دُنیا بھر میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ جب یہ لوگ اِس کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ گئے۔ تو وہاں اِس قدر برف تھی۔ کہ آگے بڑھنا مشکل تھا۔ لیکن یہ لوگ بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ بہت بلندی پر پہنچ گئے۔ دروپدی نے

کبھی ایسا سفر نہ کیا تھا۔ وہ محلّوں میں پلی تھی۔ اور بڑی نازک بدن تھی۔ برف میں گر پڑی اور گرتے ہی مر گئی۔ اِس کے بعد سہدیو گر پڑا اور وہ بھی مر گیا۔ تھوڑی دُور آگے جا کر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نکل بھی چلنے سے معذور ہو گیا ہے اور برف میں گر پڑا ہے باقی بھائی اُس کی مدد کو بڑھے۔ مگر اب مدد کیا کر سکتی تھی۔ وہ تو گرتے ہی مر چکا تھا۔ اِس کے بعد ارجن اور بھیم بھی مر گئے۔ یدہشٹر روتے ہوئے آگے بڑھا چلا گیا۔ اُسکا کُتّا ابھی تک اُس کے ساتھ تھا۔ وہاں یدہشٹر بھی گر پڑا۔ کیونکہ وہاں بڑی سخت سردی تھی۔ اُسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسے خواب میں دکھائی دیا۔ کہ وہ سورگ (بہشت) کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اور سورگ کا سب سے بڑا افسر اِندر اُس کے استقبال کو موجود ہے۔ یدہشٹر کو دیکھ کر اِندر نے کہا۔ آئیے مہاراج! آپ کے نیک کاموں کی بدولت آپ کو سورگ میں جگہ ملے گی مگر یہ کُتّا اندر نہیں جا سکے گا۔

یدہشٹر نے جواب دیا۔ کُتّا اندر کیوں نہیں جا سکے گا۔ یہ

مہابھارت
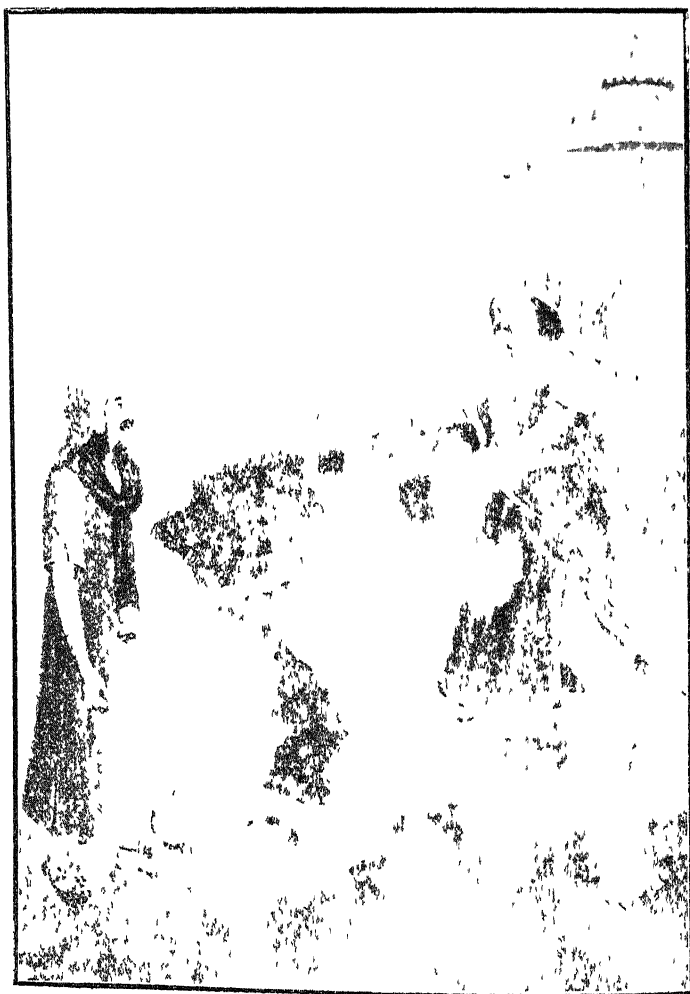
مہاراجہ یدھشٹر اور انکا کتا

بڑا وفادار جانور ہے۔ مالک کے لئے جان گنوا دیتا ہے۔ اُس کی حفاظت کتنی خبرداری سے کرتا ہے۔ اِس کے لئے سورگ میں کیوں جگہ نہیں ہے؟

اِندر نے کہا۔ مہاراج! کُتّا بڑا ناپاک جانور ہے۔ ہڈیاں چُوستا ہے۔ گوشت کھاتا ہے۔ روٹی کے ایک ٹکُڑے پر اپنے بھائیوں سے لڑ مَرتا ہے۔ غلیظ رہتا ہے۔ ایسے جانور کو سورگ میں کیسے جگہ مل سکتی ہے؟

مگر یدہشٹر نے پھر بھی یہی کہا۔ کہ کُتّا تو کئی آدمیوں سے اچھّا ہے۔ آپ اِسے ضرور سورگ میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔

اِندر نے جواب دیا۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔

اِس پر یدہشٹر بولا۔ تو ایسی حالت میں مَیں بھی سورگ میں داخل ہونے سے انکار کرتا ہوں۔

کیسی بہادری ہے یدہشٹر کی محبّت کا خیال کرو۔ جس نے ایک کُتّے کی خاطر سورگ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔

کئی آدمی ایسے بھی ہیں۔ جو چار پیسوں کی خاطر اپنے یار دوستوں اور بہن بھائیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ جب یہ بات اِندر نے سُنی۔ تو بڑا خوش ہُوا۔ اور بولا۔ اے یدہشٹر! تو واقعی بڑا نیک دل اور شریف ہے۔ اگر تو سورگ میں نہیں جانا چاہتا۔ تو تیرا کیا ارادہ ہے۔

یدہشٹر نے جواب دیا۔ جہاں میرے بھائی اور درپدی ہیں۔ مجھے وہاں پُہنچا دو۔

اِندر نے کہا۔ وہ تو نرک (دوزخ) میں ہیں"۔

یدہشٹر بولا۔ میں بھی اُس نرک میں جانا چاہتا ہوں۔ جہاں میرے بھائی نہیں ہیں۔ وہ جگہ سورگ بھی ہو تو نرک سے بدتر ہے۔ مگر جب بھائی مل جائیں۔ تو نرک بھی سورگ بن جاتا ہے۔

اِندر نے کہا۔ تو بہت اچھّا! آیئے آپ کو نرک میں لے چلوں۔ مگر پہلے سورگ بھی دیکھتے چلیں +

سورگ اور نرک

(۱)

اِس پر یدہشٹر اِندر کے ساتھ سورگ میں داخل ہُوا۔ مگر وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ سورگ میں دریودھن بیٹھا ہے۔ اور اُس کے چہرے پر جلال ہے۔ یہ دیکھتے ہی یدہشٹر کو غصّہ آگیا۔ اور اُس نے نفرت سے مُنہ دوسری طرف پھیرلیا۔ اِندر نے پُوچھا۔ کیوں مہاراج! کیا بات ہے۔ جو آپ نے مُنہ پھیر لیا ہے۔

یدھشٹر نے کہا۔ یہاں تو دریودھن بیٹھا ہے۔ مَیں ایسے سورگ پر لات مارتا ہوں۔ اور پتہ نہیں۔ اِسے سورگ میں جگہ کیوں دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ بڑا بُرا آدمی تھا۔ اور اسنے دُنیا میں رہ کر بڑے پاپ کئے ہیں۔

اِندر نے جواب دیا۔ دریودھن میں جہاں کئی بُرائیاں تھیں۔ وہاں ایک خوبی بھی تھی۔ اور وہ خوبی یہ تھی۔ کہ وہ بڑا بہادر تھا۔ اور اِس نے لڑتے ہوئے جان دی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اِسے سورگ میں جگہ ملی ہے اب آپ دشمنی بھول کر اِس کے ساتھ محبّت کا برتاؤ کریں۔

یدھشٹر نے کہا۔ اچھّا! اب مجھے وہ جگہ بھی دکھاؤ۔ جہاں میرے نیک۔ بہادر۔ شریف اور معصوم بھائی ہیں۔ مَیں اُن کے پاس چلوں گا۔ اُن کے بغیر سورگ میں نہ کوئی آرام ہے نہ خوبصورتی۔

اِندر نے جواب دیا۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو آیئے۔ آپ کو وہاں لے چلوں۔

(۲)

یدھشٹر اندر کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہ رستہ بڑا خراب اور ناہموار تھا کہیں آگ جل رہی تھی۔ کہیں کیچڑ ہو رہا تھا۔ لاشیں سڑ رہی تھیں۔ اور اُن کی بدبُو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ یدھشٹر بڑا گھبرایا۔ اور بولا یہ تو بہت بُری جگہ ہے۔ ہمیں اور کتنی دُور جانا ہے۔

اِندر نے جواب دیا۔ اگر آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو یہیں سے واپس ہو چلئے۔ آپ سے زبردستی تھوڑی ہے۔

یدھشٹر واپس لوٹنے ہی کو تھا۔ کہ ایک طرف سے آوازیں آئیں مہاراج! ذرا ٹھہر جائیے۔ آپ کے آنے سے ہمیں ذرا آرام ملا ہے۔ ورنہ ہم کو بڑی تکلیف تھی۔

یدھشٹر جاتے جاتے رُک گیا۔ اور بولا۔ تم کون ہو۔ اور کہاں ہو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں نے تمہاری آواز پہلے بھی سُنی ہے۔

اِس کے جواب میں کئی آوازیں آئیں۔ وہ آوازیں

یہ تھیں :-

"میں بھیم ہوں"

"میں ارجن ہوں"

"میں نکل ہوں"

"میں سہدیو ہوں"

"میں دروپدی ہوں"

"میں ابھیمنو ہوں"

یدھشٹر بڑا حیران ہوا- اور اندر سے بولا- کیوں مہاراج! کیا بہشت میں بھی دُنیا کی طرح بے انصافی ہوتی ہے- ورنہ یہ کیسے ممکن تھا- کہ دریودھن تو بہشت کے مزے لیتا- اور میرے بھائی جو بڑے نیک دل اور شریف تھے- نرک میں سڑتے- اِس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے- کہ یہاں پر بھی بے انصافی کا راج ہے"

اِندر نے جواب دیا "نہیں یدھشٹر! یہ بات نہیں ہے- انسان جیسا کرتا ہے- ویسا بھرتا ہے"

"تو پھر یہ کیا معاملہ ہے۔ ذرا مجھ سے کھول کر کہو"

"دریودھن کے پاپ بہت ہیں۔ اور اُس کی نیکیاں تھوڑی ہیں۔ اِس لئے اُسے پہلے سورگ میں جگہ ملی ہے۔ مگر یہ وقت جلد گذر جائیگا۔ اور پھر اُسے نرک میں جانا پڑے گا"

"اور میرے بھائی"

"اُن کے گناہ تھوڑے ہیں اور اُن کی نیکیاں زیادہ ہیں اس لئے پہلے اُنہیں نرک کی سزا دی گئی ہے۔ اور پھر سورگ میں داخل کیا جائیگا"

یدہشٹر نے پوچھا "تو ابھی ان کے نرک میں رہنے کی کتنی مدت باقی ہے؟ مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے"

اِندر نے جواب دیا۔ اِن کے گناہوں کی سزا پوری ہو چکی ہے یہ دیکھئے۔ آپ کے بھائی آرہے ہیں"

۳

اور اِندر کی بات پوری بھی نہ ہونے پائی تھی۔ کہ دیکھتے دیکھتے سارا نظارہ بدل گیا اور نرک کی جگہ بہشت بن گیا۔

یدھشٹر کے بھائی اور رشتہ دار آکر اُس کے گلے ملے۔ اور سب خوش ہوئے۔ یدھشٹر نے پوچھا "اب دریودھن کا کیا حال ہے؟"

"اب وہ نرک میں ڈال دیا گیا۔ کیونکہ اُس کے نیک کاموں کا پھل پورا ہو چکا ہے۔ اور اب اُسے اُس کی بُرائیوں کا پھل ملیگا یہ بُرائیاں اُس کا لالچ۔ کم ذاتی۔ ظُلم اور بھائیوں کا حق دبانا ہیں اور ان کے نتیجہ سے بچنا بالکل ناممکن ہے۔ اسی طرح جو اچھے کام کرتے ہیں۔ اُن کو بھی اُن کا پھل لازمی طور پر ملے گا۔ جس طرح جو آدمی آک بوتا ہے۔ اُسے آک کے پھل ملتے ہیں۔ مگر جو آدمی آم بوتا ہے اور اُسے پانی دے دے کر درخت بناتا ہے اُسے آم ہی کے پھل ملیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی آدمی آک بوئے اور اُسے کھانے کے لئے آم کے پھل مِل جائیں"

یہ مہابھارت کی مختصر کہانی ہے۔ اُمید ہے۔ بچّے اسے پڑھ کر خوش ہونگے اور اِس سے سبق لینگے۔